ISSN: 2410-9843 | مسلسل اشاعت کے 22 سال | www.muqaami.pk

MONTHLY Muqaami Hakoomat LAHORE

چیف ایڈیٹر ڈاکٹر بلال ظفر
مینیجنگ ایڈیٹر نعیم ثاقب

ماہنامہ
مقامی حکومت
لاہور

264 | جلد نمبر 22 | شمارہ نمبر 12 | ستمبر 2025ء

پنجاب کا موازنہ صرف سندھ سے نہیں بلکہ پورے پاکستان کے لیے ترقی کی مثال بنے گا: وزیرِ اعلیٰ پنجاب مریم نواز

محمد یاسین ظفر

پنجاب کی وزیرِ اعلیٰ مریم نواز شریف نے کہا ہے کہ پنجاب نے اپنی ترقی کی رفتار تیز کر دی ہے اور اب ہمارا ہدف صرف سندھ سے آگے نکلنا نہیں بلکہ پورے پاکستان کے لیے ایک مثالی صوبہ بننا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ان کی حکومت عوامی خدمت، شفافیت اور جدید طرزِ حکمرانی کو فروغ دیتے ہوئے صوبے کو ترقی کی نئی بلندیوں تک لے جانے کے لیے پُرعزم ہے۔ وزیرِ اعلیٰ کی زیرِ قیادت پنجاب حکومت نے گزشتہ چند مہینوں میں متعدد بڑے ترقیاتی اور اصلاحاتی اقدامات کا آغاز کیا ہے۔ ان اقدامات میں ٹیکنالوجی کے ذریعے گورننس کی جدید کاری، زرعی اصلاحات، بنیادی ڈھانچے کی بحالی اور سماجی بہبود کے منصوبے نمایاں ہیں۔ مریم نواز نے کہا کہ پنجاب اب ''ڈیجیٹل گورننس'' کے دور میں داخل ہو چکا ہے، جہاں ترقیاتی منصوبوں کی مانیٹرنگ اور نگرانی ایک خودکار آن لائن نظام کے تحت کی جا رہی ہے۔ یہ پاکستان کا پہلا صوبہ ہے جس نے ترقیاتی منصوبوں کے پورے نظام کو ''آٹومیشن'' کے ذریعے منظم کیا ہے، تاکہ شفافیت اور جوابدہی کو یقینی بنایا جا سکے۔ وزیرِ اعلیٰ نے مختلف ترقیاتی منصوبے کا افتتاح کرتے ہوئے مزید بتایا کہ حکومت نے زرعی شعبے کے لیے 9 ارب روپے کی سبسڈی مختص کی ہے، جس کے تحت 8 ہزار زرعی ٹیوب ویلوں کو سولر توانائی پر منتقل کیا جا رہا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ کسانوں کو جدید سہولتوں کی فراہمی اور توانائی کے مؤثر استعمال سے صوبے کی معیشت میں نمایاں بہتری آئے گی۔

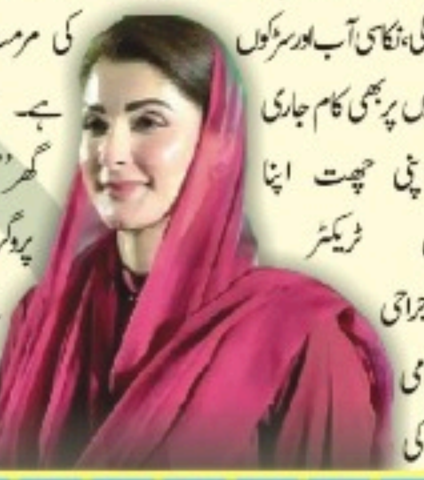

اسی طرح 96 ارب روپے کے ترقیاتی پیکج کے تحت ماڈل گاؤں، تاریخی مقامات کی بحالی، نکاسی آب اور سڑکوں کی مرمت کے بڑے منصوبوں پر بھی کام جاری ہے۔ پنجاب کابینہ نے ''اپنی چھت اپنا گھر'' ہاؤسنگ اسکیم گرین ٹریکٹر پروگرام، اور بچوں کے دل کی جراحی کے پروگرام جیسے عوامی فلاحی منصوبوں کی منظوری دی ہے، جو متوسط اور نچلے طبقے کے شہریوں کے لیے ریلیف فراہم کریں گے۔ وزیرِ اعلیٰ نے کہا کہ یہ منصوبے صرف تعمیر و ترقی نہیں بلکہ ایک نئے سماجی معاہدے کی بنیاد ہیں جس کا مقصد عام آدمی کی زندگی بہتر بنانا ہے۔

باعث عوام بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ پنجاب کا سندھ کے پانی پر کوئی غیر منصفانہ دعویٰ نہیں، تاہم صوبے کے انتظامی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت برداشت نہیں کی جائے گی۔ عظمیٰ

کیے گئے ہیں تاکہ مون سون بارشوں سے متاثرہ علاقوں میں فوری ریلیف فراہم کیا جا سکے۔ مریم نواز نے کہا کہ پنجاب حکومت شفافیت اور تیز رفتاری کے ساتھ کام کر رہی ہے جبکہ صوبے کے تمام اضلاع میں

پنجاب کی وزیرِ اطلاعات عظمیٰ بخاری نے بھی حالیہ دنوں میں سندھ حکومت پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ سندھ کو اپنی کارکردگی بہتر بنانے پر توجہ دینی چاہیے بجائے اس کے کہ وہ پنجاب کے ترقیاتی منصوبوں پر تنقید کرے۔ ان کا کہنا تھا کہ پنجاب نے پانی، زراعت، صحت اور مقامی حکومتوں کے شعبوں میں عملی اقدامات کیے ہیں، جب کہ سندھ میں بدانتظامی، کرپشن اور ناقص حکمرانی کے

بخاری نے مزید کہا کہ پنجاب نے زرعی پیداوار میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اور سیلاب یا آفات کے دوران فوری امداد اور بحالی کا نظام قائم کیا ہے، جب کہ سندھ حکومت عوامی خدمت کے بجائے سیاسی بیانات میں زیادہ مصروف نظر آتی ہے۔ صفائی کے نظام پر تنقید کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ ''سندھ میں مقامی حکومتوں کا نظام صرف کاغذوں تک محدود ہے، کراچی میں کچرے کے ڈھیر خود حکومتی نااہلی کا ثبوت ہیں، جب کہ پنجاب نے شہروں کی صفائی اور بلدیاتی سروسز کو جدید خطوط پر استوار کیا ہے۔'' انہوں نے مزید کہا کہ سندھ حکومت کو پنجاب کے ماڈل سے سیکھنا چاہیے تاکہ عوامی خدمت کے حقیقی تقاضے پورے کیے جا سکیں۔ وزیرِ اعلیٰ کے ترجمان کے مطابق، حکومت نے صوبے بھر میں نکاسی آب، صفائی، اور شہری ڈھانچے کی بہتری کے لیے بھی متعدد اقدامات کیے ہیں۔ صوبائی وزیرِ صحت و ڈیزاسٹر مینجمنٹ نے بتایا کہ دریائے چناب کے کنارے واقع چھ اضلاع میں 50 کروڑ روپے کے منصوبے منظور

ترقیاتی منصوبوں کی برابری کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ "ہم سندھ سمیت تمام صوبوں کے ساتھ تعاون کے حامی ہیں لیکن پنجاب اب ترقی کی دوڑ میں خود کو ایک رہنما کے طور پر منوانا چاہتا ہے۔''

صوبائی وزراء نے بھی وزیرِ اعلیٰ کے وژن کی تائید کرتے ہوئے مختلف منصوبوں کا اعلان کیا۔ **صوبائی وزیر ملک فیصل ایوب کھوکھر** نے لاہور میں 38 کروڑ روپے کے ترقیاتی منصوبوں کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ''یہ تمام منصوبے وزیرِ اعلیٰ مریم نواز کے وژن کا تسلسل ہیں جو عوامی فلاح اور سہولتوں کی فراہمی پر مبنی ہیں۔ دوسری جانب، صوبائی وزیرِ منصوبہ بندی نے کہا کہ

(بقیہ صفحہ نمبر 2)

سندھ کی ترقی پر بے جا تنقید ناقابلِ قبول، صوبے نے محدود وسائل کے باوجود نمایاں کامیابیاں حاصل کیں: وزیرِ اعلیٰ سندھ سیّد مراد علی شاہ

شہریار جنجوعہ

وزیرِ اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے پنجاب حکومت اور اس کے وزراء کی جانب سے صوبہ سندھ کی ترقی، طرزِ حکمرانی اور منصوبہ بندی پر کی جانے والی تنقید کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ سندھ نے مالی مشکلات، قدرتی آفات اور وفاق کے عدم تعاون کے باوجود ترقی و خدمت کا سفر جاری رکھا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ صوبے کی ترقی کی رفتار شاید پنجاب کی طرح تیز دکھائی نہ دے، لیکن سندھ کے منصوبے پائیدار، حقیقی اور عوامی فلاح پر مبنی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ سندھ حکومت نے گزشتہ چند برسوں میں تعلیم، صحت، توانائی، زراعت اور شہری ترقی کے میدانوں میں جو کامیابیاں حاصل کی ہیں، وہ اس کے عزم اور سنجیدگی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ وزیرِ اعلیٰ نے کہا کہ ''ہمیں اپنی عوام کی خدمت کے لیے اشتہارات یا بیانات کی ضرورت نہیں، بلکہ زمینی حقیقتوں پر کام کرنے کا عزم ہے۔ سندھ میں صحت و تعلیم کے ہزاروں منصوبے مکمل ہوئے، دیہی علاقوں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی میں بہتری آئی، اور توانائی کے شعبے میں خود کفالت کی سمت بڑھ رہے ہیں۔'' انہوں نے واضح کیا کہ سندھ نے شمسی توانائی، ونڈ انرجی اور زرعی خود انحصاری کے لیے متعدد منصوبے شروع کیے، جو اب اپنی تکمیل کے قریب ہیں۔

ادھر صوبائی وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ شرجیل انعام میمن نے پنجاب کی قیادت کے بیانات پر سخت ردِعمل دیتے ہوئے کہا کہ پنجاب حکومت اپنی کارکردگی کے فقدان اور عوامی دباؤ سے توجہ ہٹانے کے لیے سندھ کو نشانہ بنا رہی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ''پنجاب میں اشتہارات کی ترقی ہے، سندھ میں عملی ترقی۔ یہاں عوامی خدمت دکھاوے کے لیے نہیں، بلکہ ذمہ داری کے طور پر کی جاتی ہے۔'' شرجیل میمن نے کہا کہ سندھ حکومت نے سیلاب زدگان کی بحالی میں وہ کام کیا جو پورے ملک کے لیے مثال ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سندھ نے 75 ہزار مکانات کی تعمیر شروع کی، ہزاروں خاندانوں کو نقد امداد دی، اور صحت و خوراک کی سہولیات کو بحال کیا، جب کہ پنجاب میں سیلاب متاثرین آج بھی حکومتی وعدوں کے منتظر ہیں۔

وزیرِ منصوبہ بندی و ترقی سید ناصر حسین شاہ نے کہا کہ سندھ کی ترقی کی رفتار سست نہیں بلکہ منصفانہ وسائل کی تقسیم میں رکاوٹوں کا نتیجہ ہے۔ ''ہمیں این ایف سی ایوارڈ کے تحت اپنا حصہ مکمل نہیں دیا جا رہا، وفاقی منصوبوں میں ہمارا حصہ کم کر دیا گیا ہے، اور وفاقی حکومت کے کئی منصوبے جیسے کراچی سرکلر ریلوے اور کے-فور تاخیر کا شکار ہیں۔'' انہوں نے کہا کہ سندھ نے اپنے وسائل پر انحصار کرتے ہوئے 1450 ترقیاتی منصوبے مکمل کیے، جس میں سڑکیں، اسپتال، اسکول، فلٹر پلانٹس اور بجلی کی ترسیل کے نظام شامل ہیں۔

کراچی کے میئر مرتضیٰ وہاب نے حالیہ دنوں میں پنجاب حکومت اور خاص طور پر وزیرِ اعلیٰ پنجاب کے بیانات کے جواب میں سندھ حکومت کے مؤقف کا بھرپور دفاع کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم پنجاب کے بارے میں کچھ کہیں تو مریم نواز صاحبہ کو رنج ہو جاتا ہے، حالانکہ خود پنجاب کے عوام پانی، نہری نظام اور شہری سہولیات کے بحران سے دوچار ہیں۔ مرتضیٰ وہاب نے وضاحت کی کہ سندھ خصوصاً کراچی کے مسائل کا حل اسلام آباد یا لاہور میں بیٹھ کر منصوبے بنانے سے ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے زمینی حقائق کو مدِنظر رکھتے ہوئے مقامی سطح پر ٹھوس اقدامات اور حقیقی مالی سرمایہ کاری درکار ہے۔ انہوں نے وفاقی حکومت کی جانب سے کراچی کے لیے اعلان کردہ ٹھیکیداروں کے ساتھ ہیں، نہ کہ کراچی کے عوام کے ساتھ۔'' انہوں نے صوبائی حکومت کی جانب سے فنڈز کے اجرا میں تاخیر پر بھی تشویش کا اظہار کیا اور گورنر سندھ سے مطالبہ کیا کہ وہ آئینی کردار ادا کرتے ہوئے کراچی کے ترقیاتی منصوبوں کے لیے فوری اقدامات یقینی بنائیں۔

مرتضیٰ وہاب کے مطابق سندھ حکومت محدود وسائل، سیاسی مزاحمت اور وفاقی بے حسی کے باوجود کراچی کی بحالی اور ترقی کے لیے سنجیدگی سے کوشاں ہے، لیکن دیگر صوبوں، خصوصاً پنجاب کی جانب سے کیے جانے والے غیر منصفانہ موازنے صوبوں کے درمیان اتحاد کی بجائے تقسیم پیدا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ''ہمیں مقابلے نہیں، تعاون کی ضرورت ہے کیونکہ سندھ کی ترقی دراصل پاکستان کی ترقی ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر 2)

ماہنامہ مقامی حکومت

ریذیڈنٹ ایڈیٹر (کراچی)
شہریار جنجوعہ

ریذیڈنٹ ایڈیٹر (لاہور)
محمد یاسین ظفر

برائے رابطہ:
وٹس ایپ: 0300-8400373
ای میل: muqaami@hotmail.com
پوسٹ بکس 5191 ، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700

قیمت فی شمارہ: 50 روپے   زرِ سالانہ: 1000 روپے

ایڈیٹر و پبلشر محمد بلال ظفر نے کے وائی پرنٹرز سے چھپوا کر ماڈل ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

سندھ بمقابلہ پنجاب برائے مضبوط بلدیاتی نظام

اداریہ

پاکستان میں صوبائی ترقی کے بیانیے عموماً ٹرانسپورٹ کے منصوبوں، سڑکوں کے جال، یا بڑے ترقیاتی پیکجز تک محدود رہتے ہیں۔ پنجاب اور سندھ کی حکومتیں بھی بظاہر ترقی کی دوڑ میں مصروف دکھائی دیتی ہیں، مگر ایک بنیادی حقیقت اکثر نظر انداز کر دی جاتی ہے کہ پائیدار ترقی کا انحصار مضبوط اور بااختیار مقامی حکومتوں پر ہے، نہ کہ وقتی منصوبہ بندی یا سیاسی اعلانات پر۔ پنجاب میں بلدیاتی نظام کئی بار تشکیل پایا اور تحلیل ہوا، مگر اس کا ادارہ جاتی تسلسل کبھی قائم نہیں رہ سکا۔ ہر نئی حکومت نے اپنی سیاسی ضرورتوں کے مطابق مقامی حکومتوں کا ڈھانچہ ترتیب دیا، مگر مقامی سطح پر فیصلہ سازی، مالی خودمختاری اور عوامی شمولیت کو استحکام نہ ملا۔ نتیجتاً، اختیارات اوپر صوبائی سطح پر مرتکز ہوتے گئے اور مقامی نمائندے یا تو سرے سے موجود ہی نہیں رہے اور اگر رہے بھی تو صرف نچلی سطح پر علامتی کردار ادا کرتے نظر آتے رہے۔ دوسری جانب، سندھ میں بھی صورتحال زیادہ مختلف نہیں۔ یہاں اگرچہ بعض بلدیاتی ادارے جیسے کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن یا ٹاؤن کمیٹیاں انتظامی لحاظ سے دیرپا ڈھانچے رکھتی ہیں، لیکن مالیاتی خودمختاری اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کے بغیر ان کی کارکردگی بھی محدود رہتی ہے۔ اختیارات کا اصل محور صوبائی سیکریٹریٹ میں مرکوز ہے، جس سے شہری حکومتیں محض انتظامی بازو بن کر رہ گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پائیدار ترقی کا ماڈل نچلی سطح پر جمہوری ڈھانچے کی مضبوطی سے ہی ممکن ہے۔ مقامی حکومتیں ہی وہ فورم ہیں جہاں نکاسی، فراہمی آب، تعلیم، صحت، صفائی، اور شہری منصوبہ بندی جیسے شہری مسائل براہِ راست عوامی شرکت سے حل کیے جا سکتے ہیں۔ اگر فیصلہ سازی لاہور، کراچی یا اسلام آباد کے دفاتر تک محدود رہے، تو نہ وسائل کی منصفانہ تقسیم ممکن ہوگی، نہ ترقی کا تسلسل برقرار رہے گا۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک، خصوصاً جرمنی، جاپان اور جنوبی کوریا، نے ترقی کی بنیاد decentralization یعنی اختیارات کی نچلی سطح میں منتقلی پر رکھی۔ جرمنی میں بلدیاتی حکومتیں نہ صرف مالیاتی طور پر خودمختار ہیں بلکہ اپنے علاقے کی منصوبہ بندی، بجٹ سازی اور عوامی خدمات کے تمام امور خود انجام دیتی ہیں۔ پاکستان میں بھی اگر یہی اصول اپنایا جائے تو نہ صرف صوبائی حکومتوں کا بوجھ کم ہوگا بلکہ ترقی زیادہ مقامی، شفاف اور پائیدار بنے گی۔ پنجاب اور سندھ کے لیے ضروری ہے کہ وہ باہمی مقابلے کی بجائے بین الصوبائی سطح پر ایک دوسرے سے سیکھنے اور اشتراک کا ماڈل اپنائیں۔ مثلاً، پنجاب اپنی ڈیجیٹل گورننس اصلاحات سندھ کے ساتھ شیئر کرے، جبکہ سندھ اپنے شہری منصوبہ بندی کے تجربات پنجاب کے ساتھ بانٹے۔ دونوں صوبے مل کر بلدیاتی نظام کے لیے ایک مشترکہ فریم ورک تیار کریں جس میں مالیاتی خودمختاری، مقامی ٹیکس کا نظام، کارکردگی کے معیارات، اور شفاف احتساب کے اصول شامل ہوں۔ پاکستان میں پائیدار ترقی کے خواب کی تعبیر صرف اسی وقت ممکن ہے جب صوبے اختیارات بانٹنے کا حوصلہ دکھائیں کیونکہ مضبوط بلدیاتی نظام ہی مضبوط صوبوں اور بالآخر ایک مضبوط پاکستان کی ضمانت ہے۔

پنجاب حکومت کی حالیہ سیلاب میں بے مثال کارکردگی

محمد یاسین ظفر

پاکستان میں قدرتی آفات اکثر ہماری انتظامی کمزوریوں کو بے نقاب کرتی ہیں، مگر رواں سال پنجاب حکومت نے سیلاب کے دوران جس سرعت، منظم انداز اور عوامی خدمت کے جذبے کے ساتھ کارروائی کی، وہ قابلِ تحسین اور قابلِ تقلید ہے۔ اور یہ کہانی مایوسی کی نہیں، عمل، قیادت اور خدمت کی ہے۔

سیلاب کی پہلی لہروں کے ساتھ ہی وزیرِ اعلیٰ پنجاب مریم نواز نے متاثرہ اضلاع کے فوری دورے کیے، ضلعی انتظامیہ، ریسکیو اداروں اور پی ڈی ایم اے کو متحرک کیا، اور واضح ہدایات دیں کہ "کوئی بھی شہری تنہا نہ رہے۔" اس ایک جملے نے انتظامیہ کے لیے سمت متعین کر دی کہ یہ وقت کاغذی بیانات کا نہیں بلکہ عملی کارکردگی دکھانے کا ہے۔

پنجاب ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی، ریسکیو 1122، اور ضلعی انتظامیہ نے وزیرِ اعلیٰ پنجاب مریم نواز کی قیادت میں مل کر متاثرہ علاقوں میں شاندار ہم آہنگی کا مظاہرہ کیا۔ سیلاب کے دوران ہزاروں افراد کو محفوظ مقامات پر منتقل کیا گیا، ریسکیو ٹیموں نے دن رات کام کر کے جانیں بچائیں، اور وہ علاقے جہاں سڑکوں یا پلوں کا انفراسٹرکچر تباہ ہو گیا تھا، وہاں فضائی ذرائع سے امداد پہنچائی گئی۔

سیلاب جیسی قدرتی آفت کے دوران سب سے قابلِ ذکر پہلو ریلیف کی منظم فراہمی رہا۔ وزیرِ اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر ہر ضلع میں امدادی کیمپ قائم کیے گئے جہاں متاثرہ خاندانوں کو خیمے، خشک راشن، پینے کا صاف پانی، اور ابتدائی طبی امداد فراہم کی گئی۔ حکومت نے نہ صرف فوری امداد فراہم کی بلکہ بحالی کے جامع منصوبے پر بھی کام شروع کر دیا۔ مکانات کی تعمیرِ نو، زرعی زمینوں کی بحالی، اور روزگار کے نئے مواقع کی فراہمی کے لیے صوبائی سطح پر واضح پالیسی تیار کی جا رہی ہے۔

پنجاب حکومت نے اس بحران کو صرف ایک قدرتی آفت کے طور پر نہیں دیکھا بلکہ اسے انتظامی اصلاحات اور ڈیجیٹل مانیٹرنگ کے امتحان کے طور پر استعمال کیا۔ فلڈ مینجمنٹ سسٹم کو جدید ڈیٹا ٹیکنالوجی سے مربوط کیا گیا، ڈرون مانیٹرنگ کے ذریعے نالوں، دریاؤں اور حفاظتی پشتوں کی نگرانی کی گئی، اور موبائل ایپ کے ذریعے شہریوں کو ہنگامی اطلاعات فراہم کی گئیں۔

اس کے ساتھ ہی، وزیرِ اعلیٰ مریم نواز نے شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے ایک ریلیف مانیٹرنگ ڈیش بورڈ قائم کیا، جہاں امدادی سرگرمیوں کی تازہ ترین معلومات عوام کے لیے دستیاب ہیں۔ یہ پاکستان میں آفات کے دوران ڈیجیٹل گورننس کا ایک نیا ماڈل ثابت ہو رہا ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے اس مشکل وقت میں سیاسی نعرے بازی سے گریز کیا اور ترجیح عوام کی جان و مال کو دی۔ اس نے یہ واضح پیغام دیا کہ حکمرانی کا معیار صرف ترقیاتی منصوبوں سے نہیں، بلکہ بحران کے وقت عوام کی خدمت سے ماپا جاتا ہے۔

اگر دیگر صوبے بھی اسی نظم و ضبط، ڈیجیٹل شفافیت اور مقامی سطح پر فیصلہ سازی کے اصول کو اپنائیں، تو پاکستان میں قدرتی آفات سے نمٹنے کا قومی نظام نہ صرف مضبوط بلکہ جدید خطوط پر استوار ہو سکتا ہے۔ پنجاب حکومت کی کارکردگی اس بات کی یاد دہانی ہے کہ جب سیاسی عزم، ادارہ جاتی ہم آہنگی، اور عوامی خدمت ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو بحران بھی ترقی کا ذریعہ بن جاتے ہے۔ یہی وہ قیادت ہے جو بحرانوں کو مواقع میں بدلتی ہے اور یہی وہ طرزِ حکمرانی ہے جو عوام کے دل جیتتی ہے۔

پنجاب کا موازنہ صرف سندھ سے نہیں بلکہ پورے پاکستان کے لیے ترقی کی مثال بنے گا !

(بقیہ صفحہ نمبر 1)

پنجاب اب صرف سڑکوں اور عمارتوں کا نہیں بلکہ انسانی ترقی کا منصوبہ ہے۔ ٹیکنالوجی، تعلیم، صحت اور مقامی حکومتوں کے استحکام کے بغیر کوئی صوبہ مستحکم نہیں ہو سکتا، اور پنجاب نے اس سمت میں عملی اقدامات شروع کر دیے ہیں۔ وزیرِ اعلیٰ پنجاب نے حالیہ بارشوں اور ممکنہ سیلابی صورتحال کے پیشِ نظر متاثرہ اضلاع میں ریلیف اور بحالی کے اقدامات کا خود جائزہ لیا۔ انہوں نے تمام ضلعی انتظامیہ، ریسکیو 1122 اور محکمہ آبپاشی کو ہنگامی بنیادوں پر فعال رہنے کی ہدایت کی اور نچلے علاقوں میں رہائش پذیر عوام کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنے کے لیے خصوصی ٹیمیں تشکیل دینے کا حکم دیا۔ وزیرِ اعلیٰ نے متاثرہ علاقوں کے دورے کے دوران امدادی کیمپوں کا معائنہ کیا اور وہاں فراہم کی جانے والی خوراک، ادویات اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کی ہدایت کی۔ ان کا کہنا تھا کہ پنجاب حکومت سیلاب سے متاثرہ خاندانوں کو تنہا نہیں چھوڑے گی اور ان کے نقصانات کے ازالے کے لیے مالی امداد کے ساتھ بحالی کے طویل المدتی منصوبے بھی تیار کیے جا رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ پنجاب نے قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے جدید ڈیجیٹل مانیٹرنگ سسٹم متعارف کروایا ہے، جس کی بدولت بروقت پیشگی انتباہ اور ریسکیو آپریشن کی رفتار میں نمایاں بہتری آئی ہے۔ پنجاب حکومت کے حالیہ ترقیاتی اقدامات نے سندھ کے ساتھ ایک غیر اعلانیہ موازنہ بھی پیدا کر دیا ہے، کیونکہ سندھ میں اب تک ترقیاتی منصوبوں کی رفتار اور شفافیت پر سوالات اٹھ رہے ہیں۔ پنجاب کے وزراء کا مؤقف ہے کہ سندھ حکومت کو اپنی کارکردگی بہتر بنانی چاہیے، جبکہ پنجاب اب شفافیت، تیز رفتار منصوبہ بندی اور عوامی شمولیت کے ذریعے ترقی کے نئے دور میں داخل ہو چکا ہے۔ سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ اگر پنجاب حکومت اپنے موجودہ منصوبوں کو بروقت مکمل کر لیتی ہے تو یہ نہ صرف صوبے کی تقدیر بدل سکتا ہے بلکہ دیگر صوبوں کے لیے بھی ایک ماڈل کے طور پر سامنے آ سکتا ہے۔ البتہ اگر یہ منصوبے کاغذوں تک محدود رہے تو یہ تمام بیانیہ محض سیاسی نعرہ ثابت ہوگا۔ وزیرِ اعلیٰ مریم نواز نے اپنی ایک تقریر کے اختتام پر کہا کہ: "ہم ترقی کے وعدے نہیں کرتے، ہم ترقی دکھائیں گے۔ اور پنجاب کی ترقی ہی پاکستان کی ترقی ہے۔"

بلدیاتی ضمنی انتخاب آج، کراچی کے پانچ حلقوں کیلئے 72 پولنگ اسٹیشن قائم

(کراچی) کراچی سمیت سندھ کی 28 نشستوں میں بدھ 24 ستمبر کو ہونے والے ضمنی بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے والے امیدوار اپنی اپنی کامیابی کا دعویٰ کر رہے ہیں، بدھ کو ہونے والے الیکشن کیلئے کراچی کے پانچ حلقوں کیلئے 72 پولنگ اسٹیشن قائم کیے گئے ہیں، دفتر صوبائی الیکشن کمشنر کا کہنا ہے کہ کراچی میں ضمنی انتخاب کیلئے تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں، مانیٹرنگ کے لیے دفتر صوبائی الیکشن کمشنر کراچی میں پراونشل مانیٹرنگ کنٹرول روم قائم کر دیا گیا ہے، جو نتائج کی وصولی تک مسلسل فعال رہے گا، صوبائی الیکشن کمشنر نے ڈسٹرکٹ ریٹرننگ افسران، ریٹرننگ افسران اور متعلقہ حکام کو سخت ہدایات کرتے ہوئے واضح کیا کہ انتخابات میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی، پولنگ صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک جاری رہے گی، کراچی کے ضلع شرقی میں ٹی ایم سی سہراب گوٹھ کی یوسی 8، ضلع غربی میں ٹی ایم سی اورنگی کی یوسی ایک اور یوسی 7 جبکہ ضلع کیماڑی کی ٹی ایم سی بلدیہ کی یوسی 8 کو نہایت حساس قرار دیا گیا ہے۔

ستھرا پنجاب ورکرز نے سیلابی ریلہ روکنے کیلئے حفاظتی بند بنایا، وزیر بلدیات

(لاہور) وزیر بلدیات ذیشان رفیق نے کہا کہ ستھرا پنجاب حالیہ بارشوں اور سیلاب جیسی قدرتی آفت کے موقع پر سوشل سروس نیٹ ورک بن کر ابھرا۔ ملتان کے قریب جلال پور پیروالا میں تو ستھرا پنجاب ورکرز نے سیلابی ریلہ روکنے کے لئے حفاظتی بند بھی بنایا۔ وزیر بلدیات ذیشان رفیق نے سیلاب زدہ علاقوں میں ستھرا پنجاب ورکرز کی امدادی سرگرمیوں کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ وہ سول سیکرٹریٹ میں ہونے والے ایک اجلاس کی صدارت کر رہے تھے جس میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ، سپیشل سیکرٹری، سیکرٹری بورڈ، ایڈیشنل سیکرٹری اور تمام ویسٹ مینجمنٹ کمپنیوں کے سی ای اوز نے بذریعہ ویڈیو لنک شرکت کی۔

سندھ کی ترقی پر بے جا تنقید نا قابلِ قبول

(بقیہ صفحہ نمبر 1)

سیاسی مبصرین کے مطابق پنجاب اور سندھ کے درمیان یہ بیاناتی کشیدگی دراصل سیاسی بیانیے کی عکاسی کرتی ہے۔ پنجاب کی قیادت سندھ پر طرزِ حکمرانی کی کمزوری کا الزام لگا رہی ہے، جب کہ سندھ اپنی سست مگر پائیدار ترقی کو اصل کامیابی قرار دیتا ہے۔ وزیرِ اعلیٰ سندھ مراد علی شاہ نے کہا کہ "ہمیں سیاسی پوائنٹ اسکورنگ کے بجائے عوامی خدمت پر توجہ دینی چاہیے۔ صوبوں کے درمیان مقابلہ برتری کا نہیں، بلکہ تعاون کا ہونا چاہیے۔ سندھ وفاق کا مضبوط ستون ہے، اور ہم اسے کمزور کرنے والے بیانیے کو مسترد کرتے ہیں۔" انہوں نے مزید کہا کہ سندھ حکومت نے سیلاب اور دیگر قدرتی آفات کے دوران جس طرح عالمی اداروں، این جی اوز اور مقامی کمیونٹی کے ساتھ مل کر بحالی کا کام کیا، وہ پورے ملک کے لیے قابلِ تقلید ہے۔ "ہم نے ریلیف کیمپ قائم کیے، موبائل میڈیکل یونٹس چلائے، خواتین اور بچوں کے لیے خصوصی مراکز قائم کیے، اور بحالی کے لیے عالمی بینک کے اشتراک سے منصوبے شروع کیے۔ سندھ نے ہر بحران کے دوران اپنی عوام کو تنہا نہیں چھوڑا۔" سندھ حکومت کے وزراء نے کہا کہ پنجاب کو سندھ پر تنقید سے پہلے اپنی اندرونی کارکردگی کا جائزہ لینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ نے وسائل کی کمی کے باوجود ترقیاتی عمل کو روکے بغیر آگے بڑھایا، جب کہ پنجاب کو مالی اور ادارہ جاتی استحکام کے باوجود گورننس کے مسائل درپیش ہیں۔ سندھ کے وزراء کا کہنا ہے کہ صوبے نے جو ترقی کی ہے وہ دکھاوے کے منصوبوں یا اعلانات پر نہیں بلکہ عوامی مفاد کے پائیدار ماڈل پر مبنی ہے۔ وزیرِ اعلیٰ سندھ کا کہنا ہے کہ "سندھ نے ہمیشہ اپنی ذمہ داری نبھائی ہے۔ ہم صوبائی ہم آہنگی اور مشترکہ ترقی پر یقین رکھتے ہیں۔ پنجاب یا کسی اور صوبے کے خلاف نہیں بلکہ پورے پاکستان کی ترقی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ہماری کارکردگی الزامات کے شور میں نہیں بلکہ عوامی اعتماد میں جھلکتی ہے۔"

واسا کی ناکامی، گجرات میں اربوں لگانے والوں سے پوچھا جائے، بلال یاسین

(لاہور) وزیر ہاؤسنگ بلال یاسین کا کہنا تھا کہ گجرات میں اربوں روپے لگانے والوں سے واسا سسٹم کی ناکامی بارے ضرور پوچھنا چاہیے، پنجاب کے تمام اضلاع میں ڈی سلٹنگ مہم کا بھرپور آغاز کیا جائے گا، وزیرِ اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر 6 اضلاع کی مشینری اور عملے نے نکاسی آب کو ممکن بنایا گیا۔ وزیر ہاؤسنگ اینڈ اربن ڈویلپمنٹ بلال یاسین نے واسا ہیڈکوارٹر میں ویڈیو لنک اجلاس کی صدارت کی، ڈی جی واسا پنجاب طیب فرید اور تمام واسا کے ایم ڈیز نے موجودہ صورتحال اور مون سون بارشوں بارے تفصیلی بریفنگ دی، گجرات اور سیالکوٹ میں پانی کے بہاؤ، نکاسی اور دیگر اقدامات بارے بھی تفصیلی آگاہ کیا گیا۔

اسلام آباد ایکسپریس وے پر ٹی چوک فلائی اوور کا افتتاح

26 کلومیٹر طویل سگنل فری راہداری کا افتتاح وزیراعظم محمد شہباز شریف نے کیا

رضوان اذان

اسلام آباد ایکسپریس وے پر ٹی چوک فلائی اوور کا منصوبہ دارالحکومت کی شہری نقل وحرکت کو بہتر بنانے کی ایک بڑی پیش رفت ہے۔ وزیراعظم محمد شہباز شریف نے اسے 12 ستمبر 2025 کو اسلام آباد اور راولپنڈی کے درمیان بدترین ٹریفک دباؤ کو کم کرنا ہے۔ یہ فلائی اوور زیرو پوائنٹ سے ٹی چوک تک 26 کلومیٹر طویل سگنل فری راہداری کا حصہ ہے، جو اسلام آباد کا جنوبی داخلی دروازہ بھی ہے اور جہاں روزانہ ایک لاکھ سے زائد گاڑیاں گزرتی ہیں۔ 1.034 کلومیٹر طویل اور 11.30 میٹر چوڑا یہ فلائی اوور روزانہ تقریباً 41 ہزار سے زائد گاڑیوں کو سہولت فراہم کرے گا، جس سے سفر کا وقت نمایاں طور پر کم ہوگا اور ٹریفک کا بہاؤ بہتر ہوگا۔ وفاقی ترقیاتی ادارے (سی ڈی اے) نے اس منصوبے کے لیے 1.4 ارب روپے کے تخمینہ لاگت پر بولیاں طلب کیں۔ حبیب کنسٹرکشن سروسز (ایچ سی ایس) اور زیڈ کے بی کے اشتراک سے دی گئی بولی تخمینہ سے 2 فیصد کم تھی اور منصوبے کی حتمی لاگت 1.495 ارب روپے مقرر ہوئی۔ تعمیراتی کام 12 ستمبر 2025 سے شروع ہوا، جس کی نگرانی خصوصی سی ڈی اے ٹیمیں کررہی ہیں۔ اگرچہ منصوبے کے لیے پانچ ماہ کی مدت رکھی گئی تھی، تاہم امکان ظاہر کیا جارہا ہے کہ یہ تین ماہ میں مکمل ہوسکتا ہے۔ سرکاری ہدف 150 دن مقرر ہے اور تکمیل کی تاریخ 9 فروری 2026 ہے۔ اکتوبر 2025 کے آخر تک منصوبے کا 50 سے 60 فیصد کام مکمل ہوچکا تھا، جس میں پائلنگ، پائل کیپس، گارڈر کاسٹنگ اور حفاظتی دیوار کی تعمیر

شامل ہے۔ دسمبر 2025 کے اوائل میں فلائی اوور جزوی طور پر ٹریفک کے لیے کھولنے کا منصوبہ ہے تاکہ شہریوں کو ابتدائی ریلیف مل سکے۔ تعمیر کے دوران ٹریفک کے دباؤ کو قابو میں رکھنے کے لیے جامع پلان ترتیب دیا گیا جس کے تحت سڑک مکمل بند کیے بغیر مرحلہ وار بندش اور متبادل راستے فراہم کیے گئے۔ جی ٹی روڈ، راولپنڈی اور اسلام آباد کے درمیان ٹریفک کے بہاؤ کو برقرار رکھنے کے لیے 24 گھنٹے تعمیراتی سرگرمیاں جاری ہیں، جبکہ بحریہ ٹاؤن یوٹرن جیسے عارضی متبادل راستے بھی بنائے گئے تاکہ رش کے اوقات میں ٹریفک کی روانی متاثر نہ ہو۔ منصوبے کی تمام لاگت سی ڈی اے اپنے وسائل سے ادا کر رہا ہے اور کسی بیرونی قرض یا گرانٹ کا سہارا نہیں لیا گیا۔ فلائی اوور کے لیے زمین خریدنے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ یہ موجودہ روٹ پر تعمیر کیا جارہا ہے، جس سے تقریباً 7 ارب روپے کی بچت ہوئی۔ منصوبے میں فلائی اوور کے ساتھ ساتھ اسٹریٹ لائٹس، باغبانی اور لینڈ اسکیپنگ بھی شامل ہیں تاکہ شہر کی خوبصورتی میں اضافہ ہو۔ اگرچہ اس منصوبے کی کوئی علیحدہ ماحولیاتی رپورٹ جاری نہیں کی گئی، مگر سی ڈی اے نے ماحول دوست اقدامات اپنائے ہیں۔ منصوبے کے تحت تاجک پودے لگانے کا پروگرام بھی شامل ہے، جو ہوا کے معیار کو بہتر بنانے اور شہر کی دلکشی بڑھانے میں مدد دے گا۔ تعمیر کے دوران شور اور گردوغبار کے اثرات کو کم کرنے کے لیے احتیاطی اقدامات کیے گئے ہیں، جیسے گرد آلود علاقوں پر پانی کا چھڑکاؤ اور حساس مقامات کے قریب کام کے اوقات میں کمی۔ فلائی اوور مکمل ہونے کے بعد گاڑیوں کے انجن زیادہ دیر بند نہیں رہیں گے، جس سے آلودگی میں نمایاں کمی آئے گی۔ اب تک کے کام کے مطابق، اکتوبر کے آخر تک تمام پائل کیپس اور گارڈر کاسٹنگ مکمل ہوچکی ہے جبکہ حفاظتی دیواروں کی تعمیر تقریباً 60 فیصد مکمل ہے۔ فلائی اوور کے جزوی افتتاح سے دسمبر میں ہی شہریوں کو ٹریفک کے دباؤ سے کچھ نجات ملنے کی توقع ہے جبکہ مکمل منصوبہ فروری 2026 تک مکمل ہوگا۔ ٹی چوک فلائی اوور اسلام آباد کے لیے ایک انقلابی منصوبہ ہے جو نہ صرف ٹریفک کی روانی کو بہتر بنائے گا بلکہ راولپنڈی اور اسلام آباد کے درمیان رابطے کو مضبوط کرے گا۔ یہ منصوبہ سی ڈی اے کی بروقت، شفاف اور معیاری شہری ترقی کے عزم کی عکاسی کرتا ہے، جو دارالحکومت کے شہریوں کے لیے محفوظ، جدید اور پائیدار سفری سہولت فراہم کرنے کی سمت ایک اہم قدم ہے۔

اسلام آباد میں تعلیمی اداروں کے لیے مخصوص پارکنگ کی سہولتیں قائم کی جائیں گی

اسلام آباد: کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (سی ڈی اے) نے وفاقی دارالحکومت کے سیکٹرز ایف-6، ایف-7 اور ای-7 میں واقع تعلیمی اداروں کے لیے خصوصی پارکنگ سہولتیں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ بڑھتی ہوئی بھیڑ اور غیر قانونی پارکنگ کے مسائل کو حل کیا جاسکے۔ یہ فیصلہ سی ڈی اے چیئرمین اور چیف کمشنر محمد علی رندھاوا کی زیرِ صدارت ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں کیا گیا جس میں آئی جی پولیس سید علی ناصر رضوی، سی ڈی اے بورڈ کے اراکین، ٹریفک پولیس اور ضلعی انتظامیہ کے افسران نے شرکت کی۔ اجلاس میں طے پایا کہ غیر قانونی پارکنگ اور غلط سمت میں گاڑی چلانے کے خلاف زیرو ٹالرنس پالیسی اپنائی جائے گی۔ اس مقصد کے لیے ایک نیا سیکرٹریٹ ٹریفک یونٹ (ایس ٹی یو) بھی قائم کیا گیا ہے، جس میں ٹریفک پولیس اور انتظامیہ کے افسران شامل ہوں گے۔ اجلاس کو بتایا گیا کہ پاک سیکرٹریٹ میں نئی پارکنگ عوام اور سرکاری ملازمین کے لیے کھول دی گئی ہے جبکہ جامع مسجد اور کوہسار بلاک کے قریب مزید دو پارکنگ ایریاز کی تعمیر جاری ہے۔ ملازمین کی سہولت کے لیے ویلیٹ سروس بھی متعارف کرائی جارہی ہے۔ آئی جی اسلام آباد نے کہا کہ غلط سمت میں گاڑی چلانے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی، اب تک 165 ایف آئی آرز درج کی جا چکی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ یکم اکتوبر سے بغیر لائسنس ڈرائیونگ کرنے والوں کے خلاف بھی سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔ چیئرمین سی ڈی اے نے ہدایت دی کہ کمرشل مراکز میں اضافی پارکنگ مقامات کی فوری منصوبہ بندی شروع کی جائے اور ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے جدید سائن ایج سسٹم نصب کیا جا رہا ہے۔ اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ ہوٹلوں اور ریستورانوں کے باہر گندگی پھیلانے پر جرمانے کیے جائیں گے۔ خلاف ورزیوں کی نگرانی سیف سٹی کیمروں کے ذریعے کی جائے گی اور یومیہ رپورٹ مرتب کی جائے گی۔ سی ڈی اے نے کہا کہ تاجر یونینز کو بھی ان اقدامات پر عمل درآمد کے لیے اعتماد میں لیا جائے گا۔

اسلام آباد میں اوور ہیڈ واٹر ٹینکس کی ماہانہ صفائی کا آغاز، سی ڈی اے

اسلام آباد: کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (سی ڈی اے) نے اتوار کو اعلان کیا ہے کہ وفاقی دارالحکومت میں تمام اوور ہیڈ واٹر ٹینکس کی باقاعدہ ماہانہ صفائی کا عمل شروع کردیا گیا ہے۔ سی ڈی اے کے مطابق یہ اقدام چیئرمین سی ڈی اے کی ہدایت پر ڈائریکٹر جنرل اسلام آباد واٹر کی نگرانی میں کیا جارہا ہے تاکہ شہریوں کو صاف اور معیاری پینے کا پانی فراہم کیا جاسکے۔ ترجمان نے بتایا کہ اسلام آباد میں تقریباً 100 واٹر فلٹریشن پلانٹس مختلف مقامات پر نصب ہیں جن کی باقاعدہ مرمت، دیکھ بھال اور فلٹرز کی تبدیلی کا عمل جاری ہے۔ ماضی میں شہریوں کی جانب سے اوور ہیڈ ٹینکس کی صفائی نہ ہونے کی شکایات موصول ہوئیں، جس پر اب باقاعدہ طور پر ہر ماہ ان ٹینکس کی صفائی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

فلٹریشن پلانٹس میں فلومیٹرز کی تنصیب

بیان میں کہا گیا کہ ڈی جی واٹر مینجمنٹ نے فلٹریشن پلانٹس کے فلٹرز کی معیاد جانچنے کے لیے فلومیٹرز لگانے کا عمل بھی شروع کردیا ہے۔ اب تک تقریباً 40 فلٹریشن پلانٹس میں فلومیٹرز نصب کیے جاچکے ہیں۔ اس سے پانی کے استعمال کی بنیاد پر بروقت فلٹرز کی تبدیلی ممکن ہو سکے گی۔ زیادہ استعمال والے پلانٹس میں فلٹرز جلد تبدیل ہوں گے جبکہ کم استعمال والے پلانٹس کے لیے متوازن شیڈول تیار کیا جائے گا۔

لیبارٹری ٹیسٹنگ بھی یقینی

مزید کہا گیا کہ سی ڈی اے کی واٹر ٹیم ان فلٹریشن پلانٹس کے پانی کے ماہانہ لیبارٹری ٹیسٹ بھی کرتی ہے، جبکہ پاکستان کونسل آف ریسرچ ان واٹر ریسورسز (PCRWR) سمیت دیگر تھرڈ پارٹی لیبارٹریز سے ہر دو سے تین ماہ بعد ٹیسٹنگ کرائی جاتی ہے۔ سی ڈی اے کے مطابق یہ اقدامات شہریوں کو تسلی اور اعتماد فراہم کرنے کے لیے ہیں تاکہ وہ بلا جھجک فلٹریشن پلانٹس سے پانی استعمال کرسکیں۔

راولپنڈی: واسا نے 7.2 ارب روپے کا بجٹ منظوری کے لیے لاہور بھیج دیا

واٹر اینڈ سینیٹیشن ایجنسی (واسا) راولپنڈی نے اپنا سالانہ بجٹ 7.2 ارب روپے پنجاب واسا لاہور کو حتمی منظوری کے لیے بھجوا دیا ہے۔ بجٹ دستاویزات کے مطابق واسا کی کل آمدن 3.792 ارب روپے اپنی وصولیوں مثلاً پانی اور سیوریج چارجز سے حاصل ہوئی، جبکہ پنجاب حکومت سے ترقیاتی اسکیموں کے لیے 2.233 ارب روپے ملے۔ ادارے کے کل اخراجات کا تخمینہ 5.002 ارب روپے لگایا گیا ہے۔ واسا کے مینیجنگ ڈائریکٹر محمد سلیم اشرف نے بتایا کہ پنجاب حکومت نے ڈپٹی کمشنر ڈاکٹر حسن وقار چیمہ کو واسا کا چیئرمین مقرر کیا ہے، جنہوں نے بجٹ کی جانچ پڑتال کے بعد اسے لاہور بھجوایا۔ ان کا کہنا تھا کہ واسا ایک خود انحصار ادارہ ہے جو اپنے وسائل سے اخراجات پورے کرتا ہے، اور بلوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کو پانی کی فراہمی کے نظام کی بہتری پر خرچ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بجٹ کا بڑا حصہ بجلی کے بلوں اور 480 سے زائد ٹیوب ویلز کے ساتھ عملے کی تنخواہوں پر خرچ ہوتا ہے۔ بجلی کے نرخوں میں سال میں دو سے تین بار اضافہ اخراجات کو کم کرنا مشکل بنا دیتا ہے۔ ادارے نے مالی سال 2024-25 میں گھریلو اور کمرشل صارفین سے 2.371 ارب روپے کی وصولی کا ہدف مقرر کیا تھا، لیکن اصل وصولی 3 ارب روپے سے تجاوز کرگئی۔ گزشتہ مالی سال 2023-24 میں 1.570 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں 1.717 ارب روپے جمع ہوئے تھے۔ ایم ڈی واسا نے بتایا کہ شہر میں 134,681 صارفین رجسٹرڈ ہیں جن میں سے 96,971 باقاعدگی سے بل ادا کرتے ہیں۔ بقایاجات کی وصولی کے لیے خصوصی ریونیو ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جنہیں ہدایت دی گئی ہے کہ تمام نادہندگان سے بلا امتیاز ریکوری کی جائے۔ واسا راولپنڈی نے مزمن نادہندگان کے خلاف کارروائی بھی تیز کردی ہے۔ اسپیشل مجسٹریٹ عامر اشفاق قریشی نے پانچ نادہندگان کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے ہیں جن پر لاکھوں روپے واجب الادا ہیں۔ ان میں نیو پریان اور راجا سلطان کے رہائشی شامل ہیں جن کے ذمہ دو سے ساڑھے چار لاکھ روپے تک کے بقایاجات ہیں۔ مینیجنگ ڈائریکٹر نے کہا کہ نادہندگان کو بارہا نوٹسز بھیجے گئے لیکن عدم ادائیگی کے باعث اب گرفتاری کے احکامات جاری کیے گئے ہیں، جبکہ پانی کے کنکشن منقطع کرنے کی ہدایت بھی دی گئی ہے۔ نادہندگان کو بقایاجات کی ادائیگی کے لیے آخری موقع دیا جارہا ہے، بصورت دیگران پر لیٹ فیس، قسطوں کی سہولت ختم کرنے کے ساتھ جائیداد ضبطی اور پانی و سیوریج کی خدمات معطل کرنے جیسے اقدامات کیے جائیں گے۔

راولپنڈی: بینظیر بھٹو ہسپتال میں لیپروسکوپک کولی سسٹیکٹومی سرجیکل کیمپ کا انعقاد

(راولپنڈی) شعبہ سرجری یونٹ-II، بینظیر بھٹو ہسپتال، راولپنڈی میڈیکل یونیورسٹی (آر ایم یو) نے پتے کی پتھری کے مریضوں کیلیے خصوصی لیپروسکوپک کولی سسٹیکٹومی سرجیکل کیمپ] گزشتہ دنوں [کامیابی سے منعقد کیا۔ اس خصوصی اقدام کے دوران 57 طویل عرصے سے منتظر مریضوں کی کامیاب لیپروسکوپک سرجری کی گئی۔ یہ کیمپ وزیرِ اعلیٰ پنجاب محترمہ مریم نواز کے وژن کے مطابق منعقد کیا گیا جس کا مقصد تمام شہریوں کو صحت کی سہولیات محفوظ اور تیز رفتار طریقے سے فراہم کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے سینئر وزیر پنجاب محترمہ مریم اورنگزیب، وزیر صحت پنجاب خواجہ سلمان رفیق اور سیکرٹری اسپیشلائزڈ ہیلتھ اینڈ میڈیکل ایجوکیشن پنجاب عظمت محمود نے خصوصی ہدایات اور رہنمائی فراہم کی۔ مزید برآں، مشیرِ صحت جنرل (ریٹائرڈ) اظہر محمود کیانی نے صحت کی سہولیات کی فراہمی میں بہتری کے لیے متعدد اجلاس منعقد کیے اور اس وژن پر موثر عملدرآمد کو یقینی بنایا۔ وائس چانسلر آر ایم یو، پروفیسر ڈاکٹر محمد عمر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا یہ کیمپ سرکاری اسپتالوں میں ایک نئے تصور کی نمائندگی کرتا ہے، جس کی بنیاد جدت، ٹیم ورک اور ہمدردی پر ہے۔

ڈی اے وی کالج پر تجاوزات سے ٹریفک جام رہنا معمول بن گیا

(راولپنڈی) ڈی اے وی کالج روڈ پر مستقل تجاوزات کی بھرمار جگہ جگہ ریڑھی مافیا کا قبضہ کوئی پرسان حال نہیں۔ ٹی ایم اے کی توجہ تجاوزات کی طرف مبذول کرائی گئی مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی ریڑھی والوں کی اجارہ داری کی وجہ سے دکاندار بھی سخت پریشان ہیں جب بھی انہیں کہا جاتا ہے کہ ریڑھی ہٹاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کرایہ دیتے ہیں روڈ کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ ان خیالات کا اظہار تاجر رہنما شیخ کاشف نے دکانداروں کے ایک وفد سے ملاقات کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ روڈ کے درمیان میں ریڑھیاں لگا کر تجاوزات قائم کی جاتی ہیں سارا دن ٹریفک جام رہنا معمول بن گیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ روزانہ کی بنیادوں پر آپریشن کیا جائے تاکہ ریڑھی مافیا سے لوگوں کو نجات مل سکے۔

پنجاب میں سیلاب متاثرہ اضلاع میں نقصانات کے سروے کا اعلان

وزیراعظم شہباز شریف کی ہدایت پر پنجاب حکومت نے سیلاب زدہ اضلاع میں نقصانات کے تخمینے کے لیے جامع سروے شروع کرنے کا اعلان کیا ہے

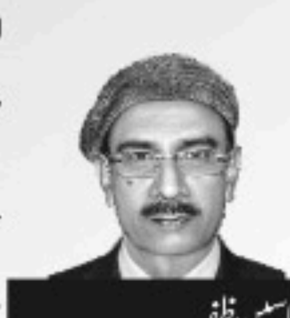

یاسین ظفر

لاہور: وزیراعظم شہباز شریف کی ہدایت پر پنجاب حکومت نے 28 سیلاب زدہ اضلاع میں نقصانات کے تخمینے کے لیے جامع سروے شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ چیف سیکرٹری پنجاب زاہد اختر زمان کی زیرِ صدارت سول سیکرٹریٹ میں بدھ کو اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں سیلاب متاثرین کی بحالی، امداد کی تقسیم اور صحت و بنیادی ڈھانچے کی بحالی کے اقدامات کا جائزہ لیا گیا۔ چیف سیکرٹری نے ہدایت دی کہ متاثرہ علاقوں میں اضافی خیمے اور خوراک پہنچائی جائے، پانی کی نکاسی میں تیزی لائی جائے اور وبائی امراض کے پھیلاؤ کو روکا جائے۔ انہوں نے کہا کہ تمام ڈپٹی کمشنرز ذاتی طور پر فیلڈ میں موجود رہیں اور سروے کی نگرانی کریں تاکہ شفافیت یقینی بنائی جا سکے۔ ریلیف کمشنر نبیل جاوید نے بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ حالیہ سیلاب سے 4,500 سے زائد دیہات متاثر ہوئے ہیں اور نقصانات کے تخمینے کے لیے 2,000 ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں۔ اب تک 2.6 ملین افراد اور 20 لاکھ سے زائد مویشی محفوظ مقامات پر منتقل کیے جا چکے ہیں، جبکہ 337 ریلیف کیمپ، 429 میڈیکل اور 368 ویٹرنری کیمپ قائم کیے گئے ہیں۔

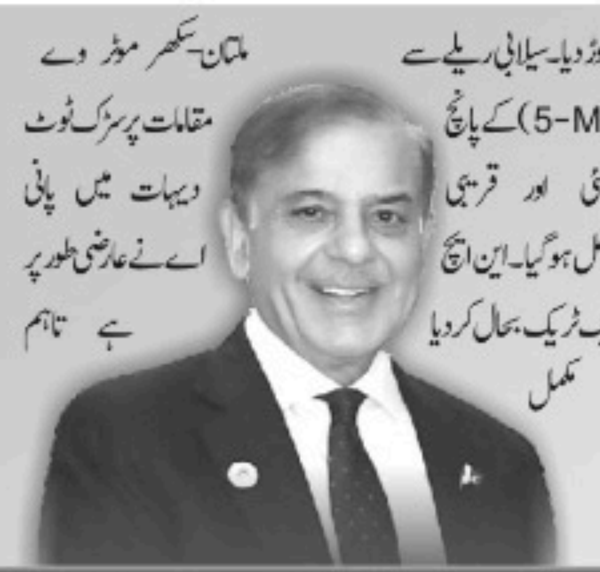

ستلج اور چناب میں پانی کی صورتحال

ستلج دریا میں پانی کی سطح بلند ہونے سے ملتان، لودھراں اور بہاولپور کے کئی علاقے زیرِ آب آ گئے ہیں۔ چار روز قبل نور رجبہ بھٹہ کے مقام پر بند ٹوٹنے سے جلالپور پیروالا کی متعدد یونین کونسلیں ڈوب گئیں۔ شہر کو بچانے کے لیے انتظامیہ نے گیلانی روڈ پر کنٹرولڈ شگاف دیا اور پانی کو دیہات کی طرف موڑ دیا۔ سیلابی ریلے سے ملتان-سکھر موٹر وے (M-5) کے پانچ مقامات پر سڑک ٹوٹ گئی اور قریبی دیہات میں پانی داخل ہو گیا۔ این ایچ اے نے عارضی طور پر ایک ٹریک بحال کر دیا ہے تاہم مکمل مرمت کے بعد ہی ٹریفک بحال ہو سکے گی۔ مظفرگڑھ کی تحصیل علی پور میں پانی اترنے کے بعد مزید 9 لاشیں برآمد ہوئیں جو ڈوبنے سے ہلاک ہوئیں۔ ترجمان پی ڈی ایم اے کے مطابق پنجاب میں اب تک 118 افراد جاں بحق ہو چکے ہیں اور 47 ہزار مواضعات میں 47 لاکھ سے زائد افراد متاثر ہوئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ منگلا ڈیم 95 فیصد، تربیلا فل کپیسٹی پر، جبکہ بھارت کے بھاکڑا، پونگ اور تھین ڈیمز بھی تقریباً بھر چکے ہیں۔ پنجاب کے بڑے دریا جہلم، ستلج، راوی اور چناب میں پانی کی سطح معمول پر آ رہی ہے، تاہم گنڈا سنگھ والا پر درمیانے درجے اور پنجند پر کم درجے کا سیلاب برقرار ہے۔

موٹروے کی بحالی

این ایچ اے کے مطابق جلالپور پیروالا کے قریب موٹروے کے متاثرہ حصے کی بحالی کے لیے ٹیمیں دن رات کام کر رہی ہیں۔ حکام نے بتایا کہ مستقل مرمت کے بعد ہی ٹریفک کو مکمل طور پر بحال کیا جائے گا۔ وفاقی سیکرٹری مواصلات علی شیر محسود اور این ایچ اے چیئرمین شہریار سلطان بھی موقع پر موجود رہ کر مرمتی کام کی نگرانی کر رہے ہیں۔

منڈی بہاؤالدین میں ویکسی نیشن ٹیم پر تین دن میں دوسرا حملہ

منڈی بہاؤالدین: پنجاب کے ضلع منڈی بہاؤالدین میں ہفتے کے روز انسانی پیپیلوما وائرس (HPV) ویکسی نیشن ٹیم پر حملہ کیا گیا۔ یہ تین دن میں دوسرا واقعہ ہے جس نے لیڈی ہیلتھ ورکرز میں شدید خوف و ہراس پیدا کر دیا ہے۔ ایچ پی وی ویکسین پاکستان میں 2022 میں متعارف کرائی گئی تھی اور اب اسے معمول کے حفاظتی ٹیکہ جات کے پروگرام کا حصہ بنا کر ملک بھر میں لڑکیوں کو سروائیکل کینسر سے بچاؤ کے لیے لگایا جا رہا ہے۔ تاہم، پاکستان میں ویکسین کے حوالے سے جھجک اور عدم اعتماد ایک بڑا چیلنج ہے جس کی وجہ غلط فہمیاں اور حکام پر عدم بھروسہ بتایا جاتا ہے۔ نیا واقعہ رتووال گاؤں میں پیش آیا، جہاں ویکسی نیشن ٹیم ایک غیر رجسٹرڈ اسکول میں ویکسین لگا رہی تھی۔ اس دوران گاؤں کے ایک 55 سالہ شخص نے اسکول میں داخل ہو کر ایک لیڈی ہیلتھ سپروائزر پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ تھانہ کٹھیاں شیخاں کے ایس ایچ او صابر اقبال سندھو کے مطابق ملزم نے سپروائزر کو ڈنڈے اور کرسی سے دھمکایا اور سخت زبان استعمال کی، جس کے باعث اسکول میں بھگدڑ مچ گئی اور ویکسی نیشن کا عمل فوری طور پر روکنا پڑا۔ ہیلتھ سپروائزر شمیم انجم نے بتایا کہ وہ اپنی ٹیم کے ہمراہ جان بچا کر اسکول سے نکلنے پر مجبور ہو گئیں۔ انہوں نے پولیس کو درخواست دی جس پر ایف آئی آر درج کی گئی۔ تاہم، ان کا کہنا تھا کہ 25 ستمبر کو پیش آنے والے پہلے واقعے کے بعد صوبائی وزیر صحت کی طرف سے سیکیورٹی فراہم کرنے کی یقین دہانی پر ابھی تک کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ پولیس کے مطابق مقدمہ تعزیرات پاکستان کی دفعات 186 (سرکاری افسر کو ڈیوٹی سے روکنے) اور 506 (جان سے مارنے کی دھمکی) کے تحت درج کر لیا گیا ہے اور ملزم کے خلاف کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ واضح رہے کہ جمعرات کو بھی منڈی بہاؤالدین کے چک نمبر 38 میں ایک ویکسی نیشن ٹیم پر حملہ کیا گیا تھا جس میں ایک خاتون ہیلتھ ورکر کو مارا پیٹا گیا تھا۔ وزیر صحت پنجاب خواجہ عمران نذیر نے اس واقعے کا نوٹس لیتے ہوئے خواتین ورکرز کو سیکیورٹی دینے کی ہدایت کی تھی، لیکن تازہ حملے نے ان اقدامات پر سوال کھڑے کر دیے ہیں۔ ہیلتھ ورکرز کا کہنا ہے کہ جب تک انہیں پولیس سیکیورٹی فراہم نہیں کی جاتی، وہ اس مہم کو جاری نہیں رکھ سکتیں۔ یاد رہے کہ ایچ پی وی ویکسی نیشن مہم تین مراحل پر مشتمل ہے۔ پہلا مرحلہ پنجاب، سندھ، آزاد جموں و کشمیر اور اسلام آباد میں 15 تا 27 ستمبر تک جاری رہا۔ 2026 میں یہ پروگرام خیبر پختونخوا میں اور 2027 میں بلوچستان اور گلگت بلتستان میں شروع کیا جائے گا۔ حکومت کا ہدف ہے کہ 2025 کے اختتام تک 9 سے 14 سال کی 90 فیصد لڑکیوں کو ویکسین فراہم کر دی جائے۔

پنجاب کے 14 اضلاع میں واسا کے لیے پانی و سیوریج کے منصوبے تیار کرنے کا فیصلہ

لاہور: حکومت نے صوبے کے 14 اضلاع میں نئی قائم ہونے والی واٹر اینڈ سینی ٹیشن ایجنسیوں (واساز) کے لیے پانی کی فراہمی اور سیوریج کے منصوبے تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ذرائع کے مطابق اس فیصلے کا بنیادی مقصد شہری سیلاب، بارش اور گندے پانی کے جمع ہونے کے مسائل پر قابو پانا، بروقت نکاسی، بڑھتی ہوئی شہری آبادی کے چیلنجز اور ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے نمٹنا ہے۔ ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے، جو پنجاب میں واسا کا بنیادی محکمہ ہے، مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (ایل جی اینڈ سی ڈی) ڈیپارٹمنٹ سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے پروجیکٹ مینجمنٹ یونٹ (ماسٹر پلاننگ) کی خدمات فراہم کرے تاکہ اضلاع کے لیے جامع منصوبہ بندی کی جا سکے۔ محکمہ ہاؤسنگ کی جانب سے 26 ستمبر کو لکھے گئے خط میں کہا گیا ہے کہ شہری سیلاب، موسمیاتی خطرات اور پائیدار سروس کی فراہمی کے تقاضوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ منصوبے فوری نوعیت کے ہیں۔ ان اضلاع میں سیالکوٹ، گوجرات، ڈیرہ غازی خان، سرگودھا، بہاولپور، ساہیوال، حافظ آباد، جہلم، رحیم یار خان، جھنگ، اوکاڑہ، شیخوپورہ، مری اور ننکانہ صاحب شامل ہیں۔ منصوبوں میں موجودہ انفراسٹرکچر کا جامع جائزہ، سروس ڈیلیوری میں موجود خلا کی نشاندہی، موجودہ اور آئندہ شہری ضروریات کا تخمینہ، سرمایہ کاری کی ضرورت، مرحلہ وار حکمت عملی اور ادارہ جاتی صلاحیت میں اضافے کی تجاویز شامل ہوں گی۔ ذرائع کے مطابق منصوبے پرانے اور بوسیدہ سیوریج اور پانی کی فراہمی کی لائنوں کی تبدیلی، ڈسپوزل اسٹیشنز کی مرمت یا اپ گریڈیشن، اور دیگر ضروری اقدامات پر بھی روشنی ڈالیں گے۔ دریں اثنا، حکومت نے لاہور کے ''تقسیم پارک ہاؤسنگ اسکیم'' میں بارش کے پانی کی نکاسی پر آنے والے اخراجات اسکیم کی انتظامیہ یا ڈویلپرز سے وصول کرنے کی ہدایت کی ہے۔ مزید برآں، ڈپٹی کمشنر لاہور کو ڈویلپر خوشی محمد کے تمام اثاثے ضبط کرنے اور گھروں کا حفاظتی سروے جلد مکمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ترجمان کے مطابق تقسیم پارک کی ناہموار زمین کے باعث نکاسی کے کام میں مشکلات کا سامنا ہے، تاہم مشینری اور عملہ مسلسل مصروفِ عمل ہے تاکہ متاثرہ افراد کی مشکلات کم کی جا سکیں۔

گجرات کا سیوریج بحران: 40 سالہ ناکامی، حالیہ سیلاب نے پول کھول دیا

گجرات: گزشتہ چار دہائیوں سے گجرات کے عوام کو ایک ہی وعدہ سننے کو مل رہا ہے سیوریج کا نظام ٹھیک ہو جائے گا، فنڈز مختص کر دیے گئے ہیں، جلد ریلیف ملے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرامز، غیر ملکی فنڈڈ اسکیموں اور خصوصی گرانٹس کے ذریعے اربوں روپے خرچ ہونے کے باوجود آج بھی شہر کا سیوریج نظام ناکارہ ہے۔ انیس سو اسی کی دہائی سے اب تک ہر حکومت چاہے فوجی اقتدار ہو یا جمہوری سیوریج منصوبوں کا اعلان کرتی رہی۔ اسکیمیں بنتی رہیں، ٹینڈرز جاری ہوتے رہے، ٹھیکیدار لگتے رہے، اور سیاست دان فیتے کاٹتے رہے۔ اندازوں کے مطابق صرف گجرات میں سیوریج اور ڈرینیج کے نام پر پچیس سے تیس ارب روپے ''ہضم'' ہو چکے ہیں۔ لیکن بارش ہوتے ہی شہر کی سڑکیں آج بھی جھیل کا منظر پیش کرتی ہیں۔ اس سال کی حالیہ طوفانی بارشوں اور دریائے چناب کے سیلابی ریلوں نے گجرات کو مزید تباہی سے دوچار کیا۔ برساتی پانی اور دریائی بہاؤ نے پورے شہر کا سیوریج سسٹم مکمل طور پر چوک کر دیا، نالے ابل پڑے اور کئی گھنٹوں تک شہری علاقوں میں پانی کھڑا رہا۔ درجنوں محلوں میں گھروں کے اندر گندا پانی داخل ہو گیا، جس سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ صرف پیسہ ضائع ہونے کا معاملہ نہیں بلکہ عوام کی صحت بھی داؤ پر ہے۔ عزیز بھٹی شہید اسپتال کے ڈاکٹرز کے مطابق مون سون میں اسہال، ٹائیفائیڈ، جلدی امراض اور مچھروں سے پھیلنے والی بیماریاں تیزی سے بڑھ جاتی ہیں۔ نالیاں کچرے اور پلاسٹک سے بھری پڑی ہیں جبکہ کئی علاقوں میں گندہ پانی پینے کے پانی کی پائپ لائنوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ چوہدری خاندان کی سیاست میں سیوریج ہمیشہ ایک نعرہ رہا ہے۔ "میگا سیوریج اسکیم گجرات" گزشتہ پچیس برسوں میں کم از کم پانچ بار مختلف تخمینوں کے ساتھ اعلان کی گئی، کبھی پانچ ارب روپے کے صوبائی منصوبے کے طور پر، کبھی ساڑھے تین ارب روپے کے اے ڈی بی فنڈڈ پراجیکٹ کے طور پر۔ افسران جزوی کام مکمل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عوام کہتے ہیں کہ نظام آج بھی غیر فعال ہے۔ ایک ریٹائرڈ استاد شبیر احمد کا کہنا ہے یہ کھدائی کرتے ہیں، بھر دیتے ہیں، پیسہ غائب۔ وہی ڈرامہ، وہی کردار۔ انتظامیہ فنڈز کی کمی اور ڈیزائن کی خامیوں کا رونا روتی ہے، سیاست دان بیوروکریسی کو الزام دیتے ہیں، بیوروکریٹ ٹھیکے داروں پر انگلی اٹھاتے ہیں اور ٹھیکے دار ادائیگی میں تاخیر کی شکایت کرتے ہیں۔ احتسابی ادارے کبھی کبھار انکوائریاں شروع کرتے ہیں مگر کسی کو سزا نہیں ملی۔

پنجاب میں سیلاب متاثرین کیلئے ضلعی و تحصیل سطح پر ریلیف کمیٹیاں قائم کی جائیں گی

لاہور: پنجاب حکومت نے حالیہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امداد اور بحالی کے عمل کی نگرانی کے لیے ضلعی اور تحصیل سطح پر ریلیف کمیٹیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز نے جمعہ کو اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ امدادی رقوم کی شفاف تقسیم کے لیے سروے فارم، موبائل ایپ اور مرکزی مانیٹرنگ ڈیش بورڈ متعارف کرائے گئے ہیں۔ انہوں نے حکام کو ہدایت دی کہ متاثرہ خاندانوں کی جامع بحالی، سڑکوں اور پلوں کی فوری بحالی اور امداد کے لیے آسان طریقہ کار وضع کیا جائے۔ وزیراعلیٰ نے بتایا کہ 27 اضلاع کی 64 تحصیلوں میں 3,775 دیہات متاثر ہوئے ہیں، جہاں 63 ہزار سے زائد پختہ اور 3 لاکھ 9 ہزار کچی مکانات کو نقصان پہنچا۔ انہوں نے ہدایت دی کہ کسی متاثرہ شخص کو امداد سے محروم نہ رکھا جائے اور اضافی ریلیف کیمپس قائم کیے جائیں۔

ستلج میں شگاف، مزید دیہات زیرِ آب

ستلج دریا میں نور رجبہ بھٹہ کے مقام پر شگاف سے ملتان، لودھراں اور بہاولپور کے 150 سے زائد دیہات ڈوب گئے۔ ہزاروں افراد بے گھر ہو گئے جبکہ ملتان-سکھر M-5 موٹروے کا ایک حصہ پانی میں ڈوب گیا۔ موٹروے پولیس کے مطابق متاثرہ حصے کو بند کر کے متبادل راستے فراہم کیے گئے ہیں۔ کمشنر ملتان ڈویژن عامر کریم خان نے جلالپور پیروالا میں ریلیف آپریشن کا جائزہ لیا، جبکہ این ایچ اے حکام نے مرمتی کام کے حوالے سے بریفنگ دی۔

ہلاکتیں اور نقصانات

پی ڈی ایم اے کے ڈائریکٹر جنرل عرفان علی کاٹھیا کے مطابق پنجاب میں ہلاکتوں کی تعداد 123 تک پہنچ گئی ہے۔ سیلابی پانی کے اترنے کے باعث کئی علاقوں میں کشتیوں کی آمد و رفت بند کر دی گئی ہے تاہم ستلج میں اب بھی پانی کی سطح معمول سے بلند ہے۔ رپورٹ کے مطابق 1.17 ملین افراد متاثر ہوئے، 1,112 دیہات زیرِ آب آئے، 1.17 ملین ایکڑ زرعی اراضی متاثر ہوئی اور 1.25 ملین ایکڑ پر کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں۔ ریلیف آپریشن کے تحت 1,145 کیمپ قائم کیے گئے ہیں، جہاں کھانا، ادویات اور ضروری سامان فراہم کیا جا رہا ہے۔ اب تک 15 لاکھ سے زائد افراد اور 14.7 لاکھ مویشی محفوظ مقامات پر منتقل کیے جا چکے ہیں۔

بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا کردار

پیپلز پارٹی کے قائم مقام صدر یوسف رضا گیلانی نے جلالپور پیروالا کا دورہ کیا اور میڈیا سے گفتگو میں کہا کہ چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے مطالبہ کیا ہے کہ متاثرین کو بی آئی ایس پی کے ذریعے امداد فراہم کی جائے۔

سندھ بلدیاتی ضمنی انتخابات میں پیپلز پارٹی کی واضح برتری

پیپلز پارٹی نے 28 میں سے 20 نشستیں جیت لیں۔

سید عامر علی شاہ

کراچی: سندھ کے 14 اضلاع میں بلدیاتی ضمنی انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے واضح برتری حاصل کرتے ہوئے 28 میں سے 20 نشستیں جیت لیں، جبکہ تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) نے 2، گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس (جی ڈی اے)، جماعت اسلامی، پاکستان تحریک انصاف کی حمایت یافتہ امیدوار اور ایک آزاد امیدوار نے ایک ایک نشست حاصل کی۔ دو نشستوں کے نتائج تاحال موصول نہیں ہوئے۔ انتخابات بدھ کو کراچی، حیدرآباد، ٹھیاری، ٹھٹھہ، گھوٹکی، سکھر، خیرپور، میرپورخاص، عمرکوٹ، دادو، جامشورو اور بدین میں ہوئے، جہاں صبح 8 بجے سے شام 4 بجے تک پولنگ مجموعی طور پر پرامن رہی تاہم ٹرن آؤٹ کم رہا۔ پیپلز پارٹی نے کراچی میں بھی پانچ میں سے چار نشستوں پر کامیابی حاصل کی جبکہ ایک نشست جماعت اسلامی کے حصے میں آئی۔ غیر سرکاری نتائج کے مطابق پیپلز پارٹی کی شاہنیلا امیر نے اورنگی ٹاؤن کی یوسی 1 کی چیئرپرسن نشست 3,801 ووٹ لے کر جیتی جبکہ تحریک لبیک کے امیدوار 1,787 ووٹ لے سکے۔ اسی طرح پیپلز پارٹی کے امیدوار محمد فیصل، شہروز احمد اور اسٹیفن مسیح بالترتیب کیماڑی، سوہراب گوٹھ اور منگھوپیر سے نائب چیئرمین کی نشستوں پر کامیاب ہوئے۔ جماعت اسلامی کے امیدوار بلال نصیر نے اورنگی ٹاؤن کی جنرل ممبر نشست 40 ووٹوں کے فرق سے اپنے نام کی۔ حیدرآباد میں چھ نشستوں پر ضمنی انتخابات ہوئے، جن میں پیپلز پارٹی اور تحریک لبیک نے دو دو جبکہ دو آزاد امیدوار کامیاب ہوئے۔ سکھر، دادو، خیرپور، میرپورخاص، گھوٹکی، عمرکوٹ، بدین اور جامشورو میں بھی پیپلز پارٹی کے امیدواروں نے نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ تحریک انصاف اور جماعت اسلامی نے انتخابی عمل میں دھاندلی کے الزامات عائد کرتے ہوئے کہا کہ پیپلز پارٹی کے منتخب نمائندے اور مسلح کارکنان پولنگ اسٹیشنز پر دندناتے رہے اور عملے کو دباؤ میں رکھا۔ پی ٹی آئی کراچی کے صدر راجہ اظہر نے کہا کہ کئی پولنگ اسٹیشنز پر ڈالے گئے ووٹوں سے زیادہ نتائج میں پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو ووٹ دکھائے گئے۔ واضح رہے کہ ایم کیو ایم پاکستان نے ضمنی انتخابات میں حصہ نہیں لیا۔

میئر کراچی نے گرین لائن منصوبے پر کام روک دیا

ترقیاتی اسکیموں پر مقامی کنٹرول کا مطالبہ، کراچی کے تمام منصوبے مقامی اداروں کے ذریعے مکمل ہونے چاہئیں: میئر کراچی مرتضیٰ وہاب کا مؤقف

شازیہ سعید

کراچی: وفاقی حکومت اور شہری قیادت کے درمیان ایک نیا تنازع کھڑا ہوگیا ہے جب کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن نے وفاقی حکومت کے ماتحت پاکستان انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ کمپنی لمیٹڈ (پی آئی ڈی سی ایل) کے کردار پر سوال اٹھاتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ شہر کے تمام ترقیاتی منصوبے مقامی اداروں کے ذریعے مکمل کیے جائیں۔ کے ایم سی نے سندھ حکومت کی حمایت کے ساتھ 6 ارب روپے مالیت کے وفاقی فنڈ سے جاری گرین لائن بس منصوبے کے توسیعی مرحلے پر کام روک دیا ہے اور مؤقف اختیار کیا ہے کہ پی آئی ڈی سی ایل نے منصوبے کی بحالی سے قبل این او سی حاصل نہیں کیا۔ یاد رہے کہ پاکستان ورکس ڈیپارٹمنٹ کے خاتمے کے بعد وفاقی حکومت نے ترقیاتی کاموں کے لیے پی آئی ڈی سی ایل کمپنیز ایکٹ 2017 کے تحت قائم کیا تھا۔ گرین لائن کے توسیعی مرحلے کا سنگِ بنیاد نو برس قبل رکھا گیا تھا اور دو ہفتے قبل دوبارہ اس پر کام شروع کیا گیا تھا، تاہم نمائش چورنگی سے میونسپل پارک (جما کلاتھ مارکیٹ کے قریب) تک تعمیراتی سرگرمیاں گزشتہ ہفتے میئر کراچی بیرسٹر مرتضیٰ وہاب نے "طریقہ کار کی خلاف ورزی" کے الزام میں روک دیں۔ کے ایم سی حکام کے مطابق 2017 میں جاری این او سی مستقل بنیادوں پر نہیں تھا اور پی آئی ڈی سی ایل کو نئے مرحلے کے آغاز کے لیے تازہ منظوری لینا ضروری تھی۔ میئر کراچی نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا کہ گرین لائن کے پہلے مرحلے کے دوران شہری انفراسٹرکچر بری طرح متاثر ہوا تھا جس کی بحالی آج تک نہیں کی گئی۔ ان کے مطابق دیگر اداروں کی غفلت اور بدانتظامی کا خمیازہ شہریوں اور کے ایم سی کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ میئر مرتضیٰ وہاب نے ایک انٹرویو میں واضح الفاظ میں کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ کراچی کے منصوبوں میں پی آئی ڈی سی ایل کا کوئی کردار نہ ہو۔ ان کے مطابق چاہے منصوبہ وفاقی حکومت کے فنڈ سے ہو یا کسی اور ذریعے سے، اسے مقامی اداروں کے ذریعے ہی مکمل ہونا چاہیے۔ اگر منصوبہ کسی ٹاؤن سے متعلق ہے تو اس کی ذمہ داری متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ پر ہونی چاہیے اور اگر منصوبہ پورے شہر سے جڑا ہے تو کے ایم سی اس کی نگرانی کرے گی کیونکہ شہری سوال کرنے کے لیے انہی کے پاس آتے ہیں، پی آئی ڈی سی ایل کے سربراہ کے پاس نہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں اس پالیسی پر سندھ حکومت کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ مرتضیٰ وہاب نے ریڈ لائن بی آر ٹی منصوبے کی سست روی پر بھی اعتراض کیا لیکن فرق واضح کرتے ہوئے کہا کہ اس منصوبے میں وہ مشاورتی کمیٹی کا حصہ ہیں جہاں سوال جواب ہوتے ہیں اور شفافیت قائم ہے، لیکن گرین لائن کے حوالے سے وہ مکمل لاعلم رہتے ہیں جبکہ شہریوں کے غصے اور سوالات کا سامنا انہیں ہی کرنا پڑتا ہے۔ دوسری جانب وفاقی حکومت نے کے ایم سی کے اعتراضات پر تاحال کوئی باضابطہ ردعمل نہیں دیا حالانکہ منصوبہ معطل ہوئے کئی دن گزر چکے ہیں۔ ذرائع کے مطابق منصوبہ رکنے کے بعد پی آئی ڈی سی ایل حکام نے میئر سے رابطہ کیا تھا اور طے پایا تھا کہ جمعہ کو ملاقات کر کے مسئلہ حل کیا جائے گا مگر اب تک ایسی کوئی میٹنگ نہیں ہوسکی۔ وفاقی حکام کا کہنا ہے کہ یہ معاملہ میئر کراچی اور ٹھیکیدار کے درمیان ہے اور پی آئی ڈی سی ایل کے پاس اکتوبر 2017 میں کے ایم سی کا جاری کردہ این او سی موجود ہے، اس لیے موجودہ تنازعہ غیر ضروری ہے۔

وزیراعلیٰ سندھ کا بارش سے متاثرہ سڑکوں کی فوری مرمت و بحالی کا حکم

کراچی: وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے جمعہ کو ہدایت دی ہے کہ حالیہ مون سون بارشوں سے متاثرہ کراچی کی سڑکوں کی فوری مرمت اور ازسرِ نو تعمیر کا کام شروع کیا جائے۔ وزیراعلیٰ نے وزیراعلیٰ ہاؤس میں اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ اندرونِ شہر کی سڑکیں شدید متاثر ہوئی ہیں جبکہ ناقص نکاسیٔ آب کے نظام نے صورتحال کو مزید خراب کیا۔ انہوں نے کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن (کے ایم سی) اور ٹاؤن ایڈمنسٹریشنز کو ہدایت دی کہ مقامی حکومت کے محکمے کی نگرانی میں بحالی کے منصوبے تیار کریں۔ انہوں نے واضح کیا کہ "کوئی بھی منصوبہ بغیر متوازی ڈرینج پلان کے منظور نہیں کیا جائے گا، ہر ٹوٹی سڑک یا تو مرمت ہوگی یا مکمل طور پر ازسرِ نو تعمیر کی جائے گی۔" وزیراعلیٰ نے کہا کہ بہتر سڑکوں کا ڈھانچہ شہری آمد و رفت، معاشی سرگرمیوں اور عوامی فلاح کے لیے ناگزیر ہے۔ "کراچی ملک کی معاشی ریڑھ کی ہڈی ہے اس کا انفراسٹرکچر اسی حقیقت کی عکاسی کرنا چاہیے۔" اجلاس میں بتایا گیا کہ کے ایم سی کی سڑکوں کا سروے جاری ہے جبکہ ٹاؤن ایڈمنسٹریشنز کو بھی اپنی اپنی سطح پر رپورٹیں تیار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، جو وزیراعلیٰ کی منظوری کے لیے پیش کی جائیں گی۔ وزیراعلیٰ نے مزید زور دیا کہ شہر بھر میں صفائی کے عملے کو متحرک کیا جائے تاکہ گندگی، بارش کے پانی اور گٹروں کے ابلنے سے ترقیاتی کوششیں متاثر نہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پائیدار سڑکوں کی تعمیر، مربوط ڈرینج نیٹ ورک اور بروقت بلدیاتی خدمات ہی آگے بڑھنے کا راستہ ہیں۔ اجلاس میں وزرا سید ناصر شاہ، سعید غنی، جام خان شورو، میئر کراچی مرتضیٰ وہاب، پرنسپل سیکریٹری آغا واصف، کمشنر کراچی حسن نقوی اور سیکریٹری لوکل گورنمنٹ وسیم شمشاد بھی شریک ہوئے۔

سندھ کابینہ میں ردوبدل، ناصر حسین شاہ کو بلدیات کی وزارت دوبارہ مل گئی

کراچی: وزیراعلیٰ سندھ مراد علی شاہ نے جمعہ کو کابینہ میں اہم ردوبدل کرتے ہوئے محکموں کی ازسرِ نو تقسیم اور نئے وزراء کی شمولیت کا اعلان کیا، جس کے بعد کابینہ کے اراکین کی تعداد 23 ہوگئی۔ اس کے ساتھ وزیراعلیٰ کے چار مزید معاونینِ خصوصی بھی تعینات کر دیے گئے۔ اہم تبدیلی میں پیپلز پارٹی کے رہنما اور کراچی ڈویژن کے صدر سعید غنی سے بلدیات کی وزارت واپس لے کر ناصر حسین شاہ کو سونپ دی گئی ہے، جو پہلے ہی توانائی کے قلمدان کے انچارج ہیں۔ سعید غنی کو دوبارہ محنت و افرادی قوت (لیبر) کی وزارت دے دی گئی ہے۔ اسماعیل راہو نے گورنر ہاؤس میں منعقدہ تقریب میں صوبائی وزیر برائے یونیورسٹیز اینڈ بورڈز کے عہدے کا حلف اٹھایا۔ تقریب میں وزیراعلیٰ سندھ، صوبائی وزراء، اپوزیشن لیڈر علی خورشیدی اور آئی جی سندھ غلام نبی میمن بھی شریک تھے۔ مزید تبدیلیوں میں مخدوم محبوب الزمان کو محکمہ بحالی سے ہٹا کر محکمہ خوراک کا انچارج بنایا گیا ہے جبکہ جبار خان کو محکمہ ریلیف کا قلمدان دے دیا گیا۔ وزیر آبپاشی جام خان شورو کو محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں وزیراعلیٰ سندھ نے چار مزید معاونینِ خصوصی تعینات کیے جن میں ڈاکٹر شام سندر کے اڈوانی (اقلیتی امور)، فرزانہ عابد لاکھانی، محمد طارق حسن اور عطا محمد پنہور شامل ہیں۔ سیاسی مبصرین کے مطابق کابینہ میں یہ ردوبدل محض نمائشی ہے اور کراچی کے سنگین شہری مسائل جیسے صفائی، پانی اور شہری منصوبہ بندی اب بھی حل طلب ہیں۔

عوامی فنڈز کے غلط استعمال پر احتساب ہوگا: پبلک اکاؤنٹس کمیٹی سندھ اسمبلی

کراچی: سندھ اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی (پی اے سی) نے پیر کو صوبے کے بلدیاتی اداروں کی کارکردگی اور مالی انتظامات پر سوالات اٹھاتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اگر ٹیکس کے پیسے عوامی فلاح پر استعمال نہ کیے گئے تو متعلقہ اداروں کا سخت احتساب ہوگا۔ پی اے سی کے چیئرمین اور پیپلز پارٹی سندھ کے صدر نثار احمد کھوڑو نے کہا کہ صوبائی حکومت ہر سال بلدیاتی اداروں کو 168 ارب روپے فراہم کر رہی ہے لیکن یہ واضح نہیں کہ یہ رقوم کہاں اور کیسے خرچ کی جا رہی ہیں۔ "آخر سندھ حکومت عوام کے سامنے کیوں جوابدہ بنے؟" اجلاس میں سکھر ڈویژن کی بلدیاتی اداروں کے 2022 اور 2023 کے آڈٹ رپورٹس کا جائزہ لیا گیا۔ کمیٹی نے تمام یونین کونسلز، ٹاؤن و میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنز کی کارکردگی پر عدم اطمینان کا اظہار کیا اور حکم دیا کہ او کٹرائے ضلع ٹیکس فنڈز کے استعمال کی ماہانہ رپورٹ لازمی جمع کرائی جائے۔ کھوڑو نے کہا کہ 168 ارب روپے میں سے 80 ارب روپے ترقیاتی بجٹ کی مد میں مختص کیے جاتے ہیں، لیکن بلدیاتی ادارے ان فنڈز کا 30 فیصد بھی ترقیاتی کاموں پر خرچ نہیں کرتے، جس کی وجہ سے عوام میں ان کی کارکردگی پر سوالات اٹھ رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میونسپل کارپوریشنز کو ہر ماہ 10 سے 12 کروڑ روپے، میونسپل اور ٹاؤن کمیٹیوں کو 2 سے 2.5 کروڑ روپے اور یونین کونسلز کو 10 سے 12 لاکھ روپے دیے جا رہے ہیں مگر ان رقوم کے استعمال کی رپورٹ کسی کو نہیں دی جاتی۔ "اب یہ ادارے جواب دہ ہوں گے"، انہوں نے واضح کیا۔ پی اے سی نے محکمہ بلدیات کے ریجنل ڈائریکٹرز کو ہدایت دی کہ وہ اپنے اپنے ڈویژن کے بلدیاتی اداروں کا معائنہ کریں۔ مزید برآں محکمہ بلدیات کو ہدایت دی گئی کہ صوبے کے تمام بلدیاتی اداروں کے ملازمین کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کیا جائے اور بایومیٹرک تصدیق کروائی جائے۔ کمیٹی نے گمبٹ میونسپل کمیٹی کے چیف میونسپل آفیسر کو 70 لاکھ روپے سیلز ٹیکس سرکاری خزانے میں جمع نہ کرانے پر معطل کرنے کا بھی حکم دیا۔

میئر کراچی نے ملک کے پہلے مینگرووز بایوڈائیورسٹی پارک کا افتتاح کردیا

کراچی: کراچی کے میئر بیرسٹر مرتضیٰ وہاب نے ہفتے کے روز کورنگی کریک پر ملک کے پہلے مینگرووز بایوڈائیورسٹی پارک کا افتتاح کیا، جسے ماحولیاتی تحفظ اور عوامی آگاہی کے لیے ایک تاریخی قدم قرار دیا گیا۔ کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن (کے ایم سی) کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا کہ یہ پارک سندھ فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ کے تعاون سے قائم کیا گیا ہے اور یہ ملک کا پہلا فلوٹنگ پارک بھی ہے۔ افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے میئر نے کہا کہ یہ پارک مینگرووز کے تحفظ اور نئی نسل کو ماحول کی اہمیت سے آگاہ کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔ انہوں نے سول سوسائٹی، کاروباری برادری اور ماہرین ماحولیات سے تعاون کی اپیل کرتے ہوئے اعلان کیا کہ کے ایم سی جلد کراچی پورٹ ٹرسٹ (کے پی ٹی) کی عمارت کے قریب ایک اور مینگرووز پارک قائم کرے گی۔ پارک کو ماہر ماحولیات شاہ مراد علیانی نے ڈیزائن کیا جبکہ اس کی تیاری ماہر تعمیرات طارق الیگزینڈر قیصر کے مشورے سے کی گئی۔ اس پارک میں 80 فیصد ری سائیکل شدہ اور قدرتی مواد جیسے لکڑی، بانس اور استعمال شدہ جالوں کا استعمال کیا گیا ہے، جبکہ اس میں فلوٹنگ راستے، انٹرایکٹو لرننگ بورڈز اور فلوٹنگ ایجوکیشن سینٹر شامل ہیں۔ یہ پارک 72 سے زائد اقسام کے پرندوں، مثلاً کنگ فشرز، ایگریٹس، یوریشین کرلز اور مختلف مہاجرتی پرندوں کے ساتھ ساتھ کچھوے اور فڈلر کیکڑوں کا بھی مسکن ہے۔

خیبر پختونخوا کا وفاق سے ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے نمٹنے کے لئے ترقیاتی شراکت داری بڑھانے کا مطالبہ

نثار محسود

پشاور: خیبر پختونخوا حکومت نے وفاقی حکومت سے درخواست کی ہے کہ وہ صوبے کی ماحولیاتی لچک (Climate Resilience) کو بہتر بنانے کے لیے ترقیاتی شراکت داروں کو شامل کرے کیونکہ صوبہ اپنے جغرافیائی محل وقوع کے باعث طوفانی بارشوں، اچانک آنے والے سیلابوں اور کلاؤڈ برسٹ جیسے واقعات کے زیادہ خطرے میں رہتا ہے۔ 28 اگست کو صوبائی حکومت کی جانب سے اقتصادی امور ڈویژن اور منصوبہ بندی، ترقی و خصوصی اقدامات کی وزارت کے سیکریٹریز کو ایک خط بھیجا گیا، جس میں کہا گیا کہ ماحولیاتی تبدیلی کے باعث شدید اور تباہ کن واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے اور آئندہ ان میں مزید شدت اور وسعت کا امکان ہے۔

خط میں کہا گیا: "ہم وزارتِ منصوبہ بندی اور وزارتِ اقتصادی امور سے گزارش کرتے ہیں کہ کے پی کے لیے شراکت داروں کی معاونت حاصل کرنے میں مدد کریں تاکہ جدید ترین اقدامات کے ذریعے صوبے میں ماحولیاتی لچک کو بڑھایا جا سکے۔"

طلب کردہ سرمایہ کاری کے شعبے

صوبائی حکومت نے خط میں جدید ایمرجنسی وارننگ سسٹمز، سیلاب سے بچاؤ کے اقدامات، واٹرشیڈ مینجمنٹ، ماحولیاتی لچکدار انفراسٹرکچر و کمیونیکیشن نیٹ ورکس، کلائمٹ اسمارٹ ایگریکلچر اور قدرتی حل (Nature-Based Solutions) جیسے منصوبوں میں سرمایہ کاری کا مطالبہ کیا۔

تباہ کاریوں کی تفصیلات

خط میں بتایا گیا کہ 19 اگست کو سیلابی نقصانات اور امدادی سرگرمیوں کے جائزے کے اجلاس کے بعد ایک جامع سروے شروع کیا گیا جس میں متاثرہ علاقوں کی بحالی کے لیے قرضوں کی ری فنانسنگ کے امکان پر بھی بات کی گئی۔ اعداد و شمار کے مطابق حالیہ طوفانی بارشوں، سیلاب اور کلاؤڈ برسٹ سے 406 افراد جاں بحق، 248 زخمی ہوئے، جبکہ 5,412 مویشی ہلاک اور 57,892 ایکڑ پر کھڑی فصلیں تباہ ہوئیں۔ اسی طرح 667 گھر مکمل طور پر تباہ، 2,520 جزوی طور پر متاثر، 1,280 دکانیں تباہ ہوئیں۔ مزید یہ کہ 513 کلومیٹر سڑکیں، 47 پل، 41 کلورٹس، 691 اسکول، 60 صحت مراکز، 477 آبپاشی اسکیمیں اور 367 پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اسکیمیں تباہ ہوئیں۔ صوبائی حکومت نے واضح کیا کہ یہ اعداد و شمار حتمی نہیں ہیں کیونکہ بارشوں کا سلسلہ مزید اضلاع تک پھیل چکا ہے اور نقصانات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

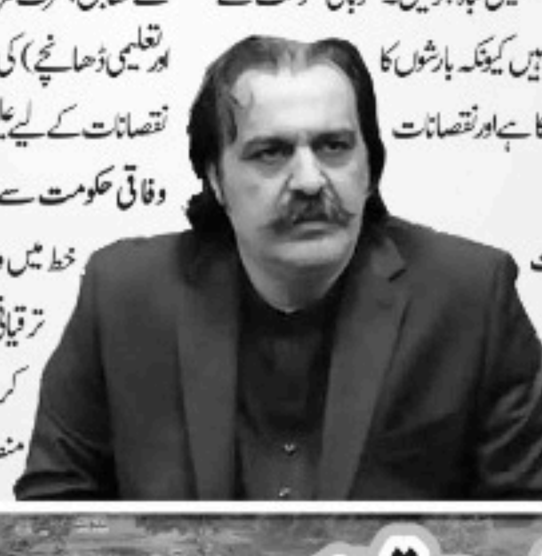

معاوضہ اور بحالی کے اقدامات

خط کے مطابق حکومت متاثرہ خاندانوں کو مالی امداد فراہم کر رہی ہے، جس میں فی جاں بحق شخص کے لیے 20 لاکھ روپے اور ہر زخمی کے لیے 50 لاکھ روپے معاوضہ شامل ہے۔ علاوہ ازیں، تباہ شدہ دکانوں کے مالکان کو بھی معاوضہ دینے کی منظوری دی گئی ہے جو پہلے پی ڈی ایم اے پالیسی میں شامل نہیں تھا۔ اب تک صوبائی حکومت 6.5 ارب روپے جاری کر چکی ہے جن سے انخلا، ریسکیو آپریشنز، کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر امداد فراہم کی گئی، ساتھ ہی اموات، زخمیوں اور املاک کے نقصانات کا معاوضہ بھی دیا گیا۔ ابتدائی جائزے کے مطابق، صرف سرکاری انفراسٹرکچر (سڑکوں، پلوں، کلورٹس، آبپاشی، صحت اور تعلیمی ڈھانچے) کی بحالی پر 20 ارب روپے لاگت آئے گی، جب کہ نجی نقصانات کے لیے علیحدہ رقم ادا کی جا رہی ہے۔

وفاقی حکومت سے تعاون کی اپیل

خط میں وفاقی حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا گیا کہ وہ ترقیاتی شراکت داروں سے تعاون کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔ اس کے علاوہ صوبائی حکومت نے ایسے جاری منصوبوں کی نشاندہی شروع کر دی ہے جن کے فنڈز ابھی غیر استعمال شدہ ہیں تاکہ انہیں متاثرہ علاقوں کی بحالی پر منتقل کیا جا سکے۔ خط میں مزید کہا گیا کہ صوبہ مستقبل میں عالمی شراکت داروں کے تعاون سے اپنے اداروں اور فیلڈ ریسپونڈرز کی صلاحیتیں عالمی معیار کے مطابق بہتر بنانا چاہتا ہے تاکہ کسی بھی قدرتی آفت سے زیادہ مؤثر انداز میں نمٹا جا سکے۔

سیلاب نے سوات کے فنکار برادری کا روزگار چھین لیا

سوات: شاہی آباد اور مولا بابا کی مقامی فنکار برادری نے کہا ہے کہ حالیہ سیلاب نے ان کے گھروں کے ساتھ ساتھ ان کے روزگار کے ذرائع بھی تباہ کر دیے، مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اب تک نہ تو حکومت اور نہ ہی غیر سرکاری تنظیموں نے ان کی خبرگیری کی۔ مقامی فنکاروں سمیع اللہ، جاوید، نذیر گل، عبید، خالد گل، خورشید عالم، روزی گل اور رحمان الدین نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ان کے گھروں کے ساتھ ساتھ ان کے موسیقی کے آلات اور پرفارمنس سیٹ اپ بھی پانی میں بہہ گئے، جو ان کی آمدنی کا واحد ذریعہ تھے۔ نذیر گل، جو ایک معروف رباب نواز ہیں، آبدیدہ ہو کر بولے: "میں نے اپنی پوری زندگی موسیقی کے لیے وقف کر دی، مگر ایک ہی رات میں سب کچھ ختم ہو گیا۔ حکومت یا کسی این جی او نے اب تک یہ تک نہیں پوچھا کہ ہم کس حال میں ہیں۔" ایک اور فنکار، جو طبلہ بجاتے ہیں، نے کہا کہ ان کے تمام آلات تباہ ہو گئے ہیں اور اب وہ اپنے خاندان کے لیے کمانے کے قابل نہیں رہے۔ انہوں نے شکوہ کیا کہ "ہم بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں، مگر جب بھی کوئی آفت آتی ہے تو سب سے پہلے فنکار بھلا دیے جاتے ہیں۔ جیسے ہماری ثقافت اور سماج میں کوئی اہمیت ہی نہ ہو۔" فنکار برادری نے واضح کیا کہ سوات اور خیبر پختونخوا کے دیگر حصوں میں گلوکار اور سازندے معاشرتی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ شادیوں، میلوں، خوشی کے مواقع اور دیگر تقریبات میں لوگوں کو محظوظ کرتے ہیں اور ثقافتی روایات کو زندہ رکھتے ہیں۔ سمیع اللہ نے کہا: "یہ تقریبات محض تفریح نہیں بلکہ ہمارا ذریعہ معاش ہیں۔ جب آلات تباہ ہو جائیں تو ہمارا روزگار بھی ختم ہو جاتا ہے۔" فنکاروں نے مطالبہ کیا کہ ان کے پیشے کو بھی اعتراف اور تحفظ ملنا چاہیے۔ عبید نے سوال اٹھایا: "ہم بھی اسی ملک کے شہری ہیں، ہم اس کی ثقافتی دولت میں اضافہ کرتے ہیں، مگر جب ہم مشکل میں ہوں تو ہمیں نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ آخر فنکاروں کے لیے کوئی ریلیف پیکج کیوں نہیں؟" مقامی ثقافتی کارکنوں نے بھی خدشہ ظاہر کیا کہ اس غفلت سے وادی کے روایتی فنون مزید زوال کا شکار ہو سکتے ہیں۔ ایک کمیونٹی بزرگ نے کہا: "اگر ان فنکاروں کی اب مدد نہ کی گئی تو ہم اپنی ثقافتی شناخت کا ایک اہم حصہ کھو سکتے ہیں۔" فنکاروں نے حکومت اور غیر سرکاری تنظیموں سے اپیل کی کہ انہیں بھی بحالی منصوبوں میں شامل کیا جائے کیونکہ ان کے خاندان شدید معاشی مشکلات کا شکار ہیں اور اگر فوری مدد نہ ملی تو انہیں اپنے پیشے کو ترک کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

چترال اور شانگلہ میں طوفانی بارشوں سے پل اور سڑکیں تباہ، کھیت متاثر

چترال/شانگلہ: منگل کی صبح ہونے والی موسلا دھار بارشوں نے لوئر چترال اور شانگلہ کے مختلف علاقوں میں طغیانی اور فلیش فلڈز کو جنم دیا، جس کے نتیجے میں پل، سڑکیں، مکانات اور زرعی زمینیں بری طرح متاثر ہوئیں۔ لوئر چترال کے جنوبی حصے، دروش سے لواری پاس تک، شیشی کوہ، ارسون، ڈمیل اور جنجیرات کوہ کی وادیوں میں اس موسم کی سب سے شدید بارش ریکارڈ کی گئی، جس سے 30 کلومیٹر تک چترال-پشاور روڈ زیرِ آب آ گیا۔ اس سڑک کے متاثر ہونے سے سینکڑوں مسافر لواری پاس پر رات بھر گاڑیوں میں پھنسے رہے۔ سیلابی ریلوں نے شیشی کوہ، ارسون اور جنجیرات کوہ کی طرف جانے والے راستے بھی بند کر دیے، جس سے نہ صرف ٹریفک بلکہ پیدل آمد و رفت بھی معطل ہو گئی۔ ابتدائی رپورٹ کے مطابق متعدد گھروں کو جزوی نقصان پہنچا جبکہ کھڑی فصلیں، باغات اور چراگاہیں بہہ گئیں۔ کئی خاندان محفوظ مقامات کی طرف منتقل ہو گئے۔ ڈپٹی کمشنر لوئر چترال محمد ہاشم عظیم نے بتایا کہ چترال-پشاور روڈ اور شیشی کوہ روڈ کو ہلکی ٹریفک کے لیے کھول دیا گیا ہے، تاہم ارسون اور جنجیرات کوہ روڈ تاحال بند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی جانی نقصان رپورٹ نہیں ہوا جبکہ ریونیو ٹیموں کو نقصانات کے تخمینے کے لیے روانہ کر دیا گیا ہے۔ الخدمت فاؤنڈیشن کے رضاکار بھی متاثرہ علاقوں میں امدادی سامان پہنچا رہے ہیں۔ شانگلہ کے تحصیل کانا میں بھی منگل کی صبح شدید بارش اور تیز ہواؤں نے تباہی مچائی۔ بیلکنائی اور دامورائی کے علاقوں میں دو اہم پل بہہ گئے، جس سے بالائی دیہات کا رابطہ ٹوٹ گیا۔ لیلونئی-بیلکنائی روڈ بھی لینڈ سلائیڈنگ کے باعث بند ہو گئی۔ مقامی افراد نے فوری بحالی کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ محکمہ موسمیات نے 19 ستمبر تک مزید بارشوں کی پیش گوئی کی ہے۔ اسی دوران صوابی میں بھی موسلا دھار بارش سے ایک سرکاری پرائمری اسکول زیرِ آب آ گیا۔ مقامی افراد کے مطابق تعلیمی حکام بارش کے پانی کی نکاسی میں ناکام رہے۔ تاہم ضلعی تعلیمی افسر نے دعویٰ کیا کہ انہیں اس حوالے سے کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

وزیراعلیٰ بلوچستان کی زیارت کے اسسٹنٹ کمشنر اور بیٹے کے قتل کی مذمت

کوئٹہ: بلوچستان کے وزیراعلیٰ میر سرفراز بگٹی نے زیارت کے اسسٹنٹ کمشنر محمد افضل باقی اور ان کے بیٹے کے بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کی ہے۔ وزیراعلیٰ نے اپنے دفتر سے جاری بیان میں کہا کہ اس واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ انہوں نے شہید اسسٹنٹ کمشنر کو ایک فرض شناس، محنتی اور قابل افسر قرار دیا جو دیانتداری اور ایمانداری سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ بیان کے مطابق، وزیراعلیٰ نے کہا کہ شہید اسسٹنٹ کمشنر محمد افضل نے اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران جان کی قربانی دی اور وہ عوام کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ان کے مطابق شہداء کی قربانیاں بلوچستان میں امن و استحکام کے سفر میں مشعلِ راہ ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ بے گناہ انسانوں کے قاتل اور امن دشمن اپنے انجام سے کبھی نہیں بچ سکیں گے۔ یاد رہے کہ محمد افضل باقی اور ان کے بیٹے کو اگست میں زیارت کے زیزری علاقے میں پکنک کے دوران مسلح افراد نے اغوا کیا تھا۔ زیارت کے ڈپٹی کمشنر ذکا اللہ درانی کے مطابق اغوا کاروں نے گاڑی کو روک کر خاندان کے دیگر افراد، ڈرائیور اور گن مین کو چھوڑ دیا جبکہ اسسٹنٹ کمشنر اور ان کے بیٹے کو ساتھ لے گئے تھے اور گاڑی کو آگ لگا دی تھی۔ اس واقعے کے بعد سیکیورٹی فورسز نے علاقے میں سرچ آپریشن شروع کیا تھا اور قبائلی عمائدین سے بھی رابطہ کیا گیا تھا تاکہ اپنی اثر و رسوخ استعمال کر کے مغویوں کی رہائی ممکن بنائی جا سکے۔ مقامی انتظامیہ نے اغوا کاروں کی نشاندہی اور اطلاع دینے پر پانچ کروڑ روپے انعام کا اعلان بھی کیا تھا۔ تاہم اس دوران کسی تنظیم یا گروپ نے اغوا یا قتل کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

راحیلہ درانی بلوچستان گرلز گائیڈ کی چیف گائیڈ مقرر

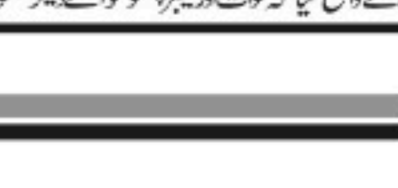

کوئٹہ: صوبائی وزیر تعلیم راحیلہ حمید خان درانی کو بلوچستان گرلز گائیڈ ایسوسی ایشن کا چیف گائیڈ مقرر کر دیا گیا۔ اس موقع پر کوئٹہ میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس میں ارکانِ قومی اسمبلی نزہت صادق اور اختر بی بی نے بھی شرکت کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے راحیلہ حمید خان درانی نے کہا کہ چیف گائیڈ کی حیثیت سے یہ ذمہ داری ان کے لیے اعزاز ہے اور وہ اسے احسن انداز میں نبھانے کی بھرپور کوشش کریں گی۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم پاکستان محمد شہباز شریف اور وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی صوبے کی خواتین، بالخصوص بچیوں کی تعلیم اور فلاح و بہبود کے لیے بھرپور اقدامات کر رہے ہیں اور تمام وسائل بروئے کار لا رہے ہیں، جس کے مثبت نتائج جلد سامنے آئیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ گرلز گائیڈ نے ہمیشہ بلوچستان کا مثبت تشخص اجاگر کیا ہے، اور اگر اس شعبے کو مزید فروغ دیا جائے تو عالمی سطح پر بھی بچیوں کے لیے تعلیم اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔

حلقہ پی بی 41 کے مسائل کا حل اولین ترجیح ہے، ولی محمد نورزئی

(کوئٹہ) پارلیمانی سیکرٹری سوشل ویلفیئر حاجی ولی محمد نورزئی نے کہا ہے کہ حلقہ پی بی 41 کے مسائل کا حل اولین ترجیح ہے، میرے دروازے حلقے کے عوام کیلئے ہمیشہ کھلے ہیں، یہ بات انہوں نے عبدالغفار کاکڑ کی قیادت میں سرکی روڈ رحمت کالونی کے وفد سے ملاقات کے دوران کیا۔ وفد نے ملاقات میں سرکی روڈ رحمت کالونی میں ترقیاتی کاموں کی تکمیل پر حاجی ولی محمد نورزئی کا شکریہ ادا کیا اور انہیں بتایا کہ رحمت کالونی سرکی روڈ میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو شدیدی مشکلات کا سامنا ہے، وفد نے انہیں کالونی کی مختلف گلیوں میں بجلی کی کم وولٹیج اور ٹرانسفارمرز کی بار بار خرابی کے حوالے سے بھی آگاہ کیا جس پر حاجی ولی محمد نورزئی نے وفد کو یقین دلایا کہ عوام کے بنیادی مسائل حل اور رحمت کالونی کے لیے ٹرانسفارمر منظور کرائے جائیں گے۔

ہنگری میں مقامی حکومتوں کا نظام

آئینی تحفظ، عوامی شمولیت، اور مالی خودمختاری کے اصولوں پر مبنی ایک مستحکم ماڈل

ڈاکٹر بلال ظفر

ہنگری کا مقامی حکومت کا نظام یورپ میں ایک ایسا منفرد اور مربوط ڈھانچہ ہے جو عوامی خود اختیاری، جمہوری شفافیت، اور مقامی ترقی کے اصولوں پر استوار ہے۔ اس نظام کی بنیاد نہ صرف انتظامی تجربات بلکہ آئینِ ہنگری میں درج واضح دفعات پر بھی قائم ہے، جو مقامی اداروں کو قانونی، مالی اور سیاسی تحفظ فراہم کرتی ہیں۔

مقامی حکومتوں کی قانونی بنیاد اور آئینی پس منظر:

ہنگری میں مقامی حکومت کا موجودہ ڈھانچہ 1990ء کے بعد ابھرا، جب کمیونسٹ نظام کے خاتمے کے بعد ملک نے جمہوریت کی طرف سفر شروع کیا۔ اس دور میں سوویت طرز کے سخت مرکزی نظام کو ختم کرکے مقامی خود انتظام (Local Self-Government) کو آئینی تحفظ دیا گیا۔ اس اصلاح کا مقصد عوام کو مقامی فیصلوں میں براہِ راست شریک کرنا اور اختیارات کو مرکز سے نچلی سطح تک منتقل کرنا تھا۔ ہنگری کے آئین میں مقامی حکومتوں کو باب IX (Chapter IX) کے تحت ایک واضح آئینی حیثیت دی گئی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 41 تا 44A میں مقامی حکومت کے ڈھانچے، اختیارات، انتخابی طریقۂ کار اور مالی خودمختاری کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

آرٹیکل 41 کے مطابق، ملک کو مختلف انتظامی اکائیوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں دارالحکومت (Budapest)، کاؤنٹیز (Counties)، شہر (Cities) اور کمیونٹیز (Communities) شامل ہیں۔ دارالحکومت کو مزید اضلاع (Districts) میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ آرٹیکل 42 شہریوں کو مقامی حکومت کے حق کی ضمانت دیتا ہے۔ اس کے مطابق، شہروں، اضلاع اور کاؤنٹیز کے ووٹرز کو مقامی خود انتظام (Local Self-Government) کا حق حاصل ہے تاکہ وہ اپنی مقامی ضروریات کے مطابق آزادانہ فیصلے کرسکیں اور مقامی مفادات کے تحفظ کے لیے عوامی اختیار استعمال کرسکیں۔ آرٹیکل 43 میں مقامی حکومتوں کے بنیادی حقوق مساوی قرار دیے گئے ہیں، اگرچہ ان کے فرائض مختلف ہو سکتے ہیں۔ ان اختیارات کے قانونی تحفظ کے لیے عدالتوں اور آئینی عدالت (Constitutional Court) سے رجوع کا حق بھی فراہم کیا گیا ہے۔

آرٹیکل 44 کے تحت مقامی حکومت کا حق براہِ راست عوامی نمائندوں کے ذریعے استعمال ہوتا ہے۔ شہری ووٹ کے ذریعے میئر اور مقامی کونسل کے ارکان کو منتخب کرتے ہیں۔ بلدیاتی انتخابات ہر چار سال بعد اکتوبر میں منعقد ہوتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے انتخابات ملتوی ہوں تو موجودہ نمائندوں کی مدت اُس وقت تک بڑھا دی جاتی ہے جب تک نئے انتخابات نہ ہو جائیں۔ آرٹیکل 44A میں مقامی نمائندہ اداروں کے اختیارات واضح کیے گئے ہیں، جن میں شامل ہیں:

مقامی انتظامی امور میں آزادانہ فیصلے کرنے کا اختیار
مقامی اثاثوں کی ملکیت اور ان کا نظم ونسق
مقامی محصولات (Local Taxes) عائد کرنے کا حق
تنظیمی ڈھانچے اور قواعد وضوابط خود طے کرنے کی آزادی
دیگر مقامی حکومتوں کے ساتھ اشتراک اور اتحاد قائم کرنے کا حق
بین الاقوامی مقامی حکومتوں کے تنظیمی اتحادوں میں شمولیت کی اجازت۔

یہ دفعات اس امر کو یقینی بناتی ہیں کہ ہنگری میں مقامی حکومتیں نہ صرف آئینی طور پر محفوظ ہیں بلکہ انتظامی طور پر بھی بااختیار ہیں۔

انتظامی ڈھانچہ اور حکومتی درجہ بندی:

ہنگری میں حکومت کا انتظامی ڈھانچہ تین بنیادی سطحوں پر مشتمل ہے:

> **ہنگری کی حکومت کا مقصد ہے کہ مقامی سطح پر اختیارات کو مضبوط بنایا جائے اور عوامی شمولیت کو مزید فروغ دیا جائے۔**

1. قومی سطح (National Level)۔ مرکزی حکومت اور پارلیمنٹ،

2. صوبائی یا علاقائی سطح (County / Regional Level)۔ 19 کاؤنٹیز (megye) اور دارالحکومت بڈاپسٹ،

3. مقامی سطح (Municipal Level / Local)۔ شہر، قصبے، اور دیہات جو عوام کے قریب ترین ادارے ہیں۔

دارالحکومت بڈاپسٹ کو ایک خصوصی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہاں انتظامی طور پر 23 اضلاع ہیں، جن میں ہر ضلع کا اپنا میئر اور کونسل ہے۔

مقامی حکومتوں کے اختیارات اور ذمہ داریاں:

ہنگری کی مقامی حکومتوں کو روزمرہ عوامی خدمات سے متعلق کئی اہم ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں، مثلاً:

شہری سہولیات جیسے صفائی، پانی، نکاسی اور سڑکوں کی دیکھ بھال
بنیادی تعلیم اور اسکولوں کی عمارات کا انتظام
مقامی منصوبہ بندی اور زمین کے استعمال کی نگرانی
فائر بریگیڈ، ٹرانسپورٹ، اور عوامی رہائش کے منصوبے
سماجی خدمات، یوتھ ویلفیئر، اور بزرگوں کی نگہداشت
دیہی اور علاقائی حکومتیں وہ منصوبے سنبھالتی ہیں جو ایک سے زائد بلدیات کے اشتراک سے چلتے ہیں، جیسے ہسپتال، بڑے انفراسٹرکچر اور ٹرانسپورٹ سروسز۔

مالی وسائل اور خودمختاری:

مقامی حکومتوں کو مالیاتی خودمختاری حاصل ہے۔ وہ مقامی سطح پر ٹیکس عائد کرنے، فیس وصول کرنے اور ترقیاتی منصوبوں کے لیے قرض لینے کی مجاز ہیں۔ وفاقی حکومت کی جانب سے گرانٹس اور مالی معاونت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ آئین کے مطابق، ریاست اس بات کی پابند ہے کہ وہ مقامی حکومتوں کو ان کے فرائض کے مطابق مالی معاونت فراہم کرے۔ تاہم، حالیہ برسوں میں مرکزیت کے بڑھتے رجحان اور مالیاتی اصلاحات نے بعض بلدیات کے مالی اختیارات کو محدود کیا ہے۔ اس کے باوجود، مقامی سطح پر آمدنی پیدا کرنے کے متعدد ذرائع اب بھی موجود ہیں۔

> **ہنگری کا مقامی حکومتوں کا نظام آئینی تحفظ، عوامی شمولیت، اور مالی خودمختاری کے اصولوں پر مبنی ایک مستحکم ماڈل ہے۔**

مقامی حکومتوں کو درپیش چیلنجز:

ہنگری میں مقامی حکومتوں کو کئی چیلنجز درپیش ہیں، جیسے:

مرکز کی جانب سے بڑھتی ہوئی مداخلت
مالی وسائل کی قلت
چھوٹی بلدیاتی اکائیوں میں انتظامی صلاحیت کی کمی،
آبادی میں کمی اور ہجرت کے باعث مقامی معیشت کا دباؤ۔

کئی چھوٹی بلدیات افرادی قوت کی کمی اور جدید انتظامی ٹیکنالوجی تک محدود رسائی جیسے مسائل کا سامنا کرتی ہیں۔

اصلاحات اور مستقبل کا لائحہ عمل:

ہنگری کی حکومت نے مقامی حکومتوں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے متعدد اقدامات شروع کیے ہیں۔ ان میں ڈیجیٹل گورننس سسٹم، مقامی حکومتوں کے درمیان وسائل کی شراکت (Shared Services)، اور شفافیت کے نئے اصول شامل ہیں۔ ہنگری کی حکومت کا مقصد ہے کہ مقامی سطح پر اختیارات کو مضبوط بنایا جائے اور عوامی شمولیت کو مزید فروغ دیا جائے۔ ہنگری کا مقامی حکومت کا نظام آئینی تحفظ، عوامی شمولیت، اور مالی خودمختاری کے اصولوں پر مبنی ایک مستحکم ماڈل ہے۔ اس میں عوامی فلاح، شفافیت، اور مقامی ترقی کے وہ تمام عناصر موجود ہیں جو کسی جمہوری ریاست کی بنیاد بناتے ہیں۔ اگرچہ اس نظام کو مالیاتی اور انتظامی چیلنجز کا سامنا ہے، مگر اس کی آئینی مضبوطی اور مقامی شراکت داری کی روایت اسے ایک پائیدار اور قابلِ تقلید نظام بناتی ہے۔ جو یہ ثابت کرتی ہے کہ حقیقی ترقی ہمیشہ مقامی سطح سے شروع ہوتی ہے۔

خیبر پختونخوا میں پولیو مہم کے دوران والدین کی جانب سے انکار کے کیسز میں کمی

ضلعی انتظامیہ اور فیلڈ ورکرز کی کوششوں سے والدین کا اعتماد بحال، پولیو کے خاتمے کی جانب مثبت پیش رفت

پشاور: خیبر پختونخوا میں حالیہ پولیو مہم کے دوران والدین کی جانب سے بچوں کو قطرے پلانے سے انکار کے کیسز میں نمایاں کمی دیکھی گئی ہے۔ محکمہ صحت کے اعداد و شمار کے مطابق ماضی کی نسبت اس بار والدین کا تعاون بہتر رہا، جس سے مہم کے نتائج حوصلہ افزا قرار دیے جا رہے ہیں۔ ایمرجنسی آپریشن سینٹر (EOC) خیبر پختونخوا کی جانب سے مئی میں منعقد کی گئی پانچ روزہ مہم کے دوران 17 ہزار 136 بچوں کو والدین کے انکار کی وجہ سے پولیو کے قطرے نہیں پلائے جا سکے تھے۔ والدین کی بڑی تعداد کا خیال تھا کہ پولیو کے قطرے اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں یا مغربی ممالک کی ایک "سازش" ہیں جس کا مقصد مسلمانوں کی آبادی میں کمی لانا ہے۔ علمائے کرام اور معروف مذہبی جامعات نے اس تاثر کو سختی سے رد کرتے ہوئے واضح کیا کہ پولیو ویکسین اسلامی اصولوں کے مطابق جائز اور محفوظ ہے، جب کہ سائنسی ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ قطرے دنیا بھر میں معذوری کے خاتمے میں کلیدی کردار ادا کر چکے ہیں۔ تاہم، گزشتہ ہفتے مکمل ہونے والی تازہ ترین مہم کے اعداد و شمار کے مطابق، انکاری کیسز کی تعداد گھٹ کر 14 ہزار 712 رہ گئی، جس کا کریڈٹ فرنٹ لائن ویکسینیٹرز، ضلعی انتظامیہ اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسرز کی مشترکہ محنت کو دیا جا رہا ہے۔ مئی میں 64 ہزار 328 بچے گھر پر موجود نہ ہونے کی وجہ سے قطرے نہیں پی سکے تھے، جب کہ تازہ مہم میں یہ تعداد معمولی اضافے کے ساتھ برقرار رہی۔ پشاور بدستور انکار کرنے والے والدین کے لحاظ سے سب سے زیادہ متاثرہ ضلع ہے، جہاں ستمبر میں 5 ہزار 977 بچوں کو قطرے نہیں پلائے جا سکے، جو مئی میں 6 ہزار 812 تھے۔ دوسرے نمبر پر لکی مروت کا ضلع ہے، جہاں انکار کے کیسز کی تعداد 2 ہزار 128 رہی۔ خیبر پختونخوا اس سال پولیو کیسز کے لحاظ سے بدستور ملک میں سرفہرست ہے، جہاں 18 کیسز رپورٹ ہوئے ہیں، جب کہ ملک بھر میں مجموعی تعداد 27 ہے۔ سندھ میں سات، پنجاب اور گلگت بلتستان میں ایک ایک کیس سامنے آیا ہے۔ خیبر پختونخوا کے جنوبی اضلاع، خصوصاً لکی مروت، ٹانک، شمالی وزیرستان اور بنوں پولیو سے زیادہ متاثرہ علاقے ہیں، جہاں سیکیورٹی چیلنجز اور سماجی مزاحمت کے باعث ویکسینیشن ٹیموں کو مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔ ای او سی حکام کے مطابق چیف سیکریٹری خیبر پختونخوا شہاب علی شاہ، بطور چیئرمین ٹاسک فورس برائے پولیو، ہر مہم سے قبل ضلعی انتظامیہ کو ہدایات جاری کرتے ہیں تاکہ پانچ سال سے کم عمر کے تمام بچوں تک قطرے یقینی طور پر پہنچ سکیں۔ پولیو مہم کے دوران اس بار کسی پرتشدد واقعے کی اطلاع نہیں ملی، تاہم نامکمل ویکسینیشن اب بھی ایک بڑا چیلنج ہے۔ حکام کے مطابق مہم کے دوران 99 فیصد سے زائد بچوں تک رسائی حاصل کی گئی، لیکن ایک فیصد بچے اب بھی غیر ویکسینیٹڈ رہے۔ ایک عہدیدار نے کہا "پولیو کے مکمل خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ تین سال تک مسلسل ہر مہم میں تمام بچوں کو قطرے پلائے جائیں۔ اگر چند بچے بھی رہ جائیں تو وائرس دوبارہ پھیل سکتا ہے۔" انہوں نے بتایا کہ کچھ مخصوص لوگ برسوں سے ویکسینیشن کی مخالفت کر رہے ہیں اور اس رویے نے انسدادِ پولیو کے قومی مقصد کو متاثر کیا ہے۔ پولیو ورکرز اور سیکیورٹی اہلکاروں کی جانیں اس مہم کے دوران ماضی میں نشانہ بنی ہیں، جس کے باوجود انسدادِ پولیو ٹیمیں عزم کے ساتھ اپنی خدمات جاری رکھے ہوئے ہیں تاکہ پاکستان کو پولیو فری ممالک کی فہرست میں شامل کیا جا سکے۔

حبیب یونیورسٹی میں سلطانہ صدیقی اسکالرشپس کا اجراء

کراچی: حبیب یونیورسٹی نے ہفتے کے روز ''سلطانہ صدیقی ڈسٹنگوئشڈ اسکالرشپس'' کا آغاز کیا— جو میڈیا، ڈیزائن اور کمیونی کیشن کے شعبوں میں خواتین کے لیے نئے تعلیمی مواقع پیدا کرنے کی ایک تاریخی پیش رفت ہے۔ یونیورسٹی کی جانب سے جاری کردہ پریس ریلیز کے مطابق، اس تقریب کا عنوان ''دی اسٹینڈرڈ — ناٹ دی ایکسپشن'' رکھا گیا، جس میں مخیر حضرات، کاروباری شخصیات، فنکاروں اور تعلیمی کمیونٹی کے ارکان نے شرکت کی۔ اس موقع پر خواتین کی اعلیٰ تعلیم میں شمولیت کو نئے زاویے سے دیکھنے اور بڑھانے پر زور دیا گیا۔

تقریب کا آغاز اسسٹنٹ ڈین کرسٹی لاوڈر نے مرحوم بانی چانسلر رفیق ایم حبیب کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ اسکالرشپس پاکستان کی میڈیا آئیکون سلطانہ آپا کے لیے ایک موزوں خراجِ تحسین ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کمیونی کیشن اینڈ ڈیزائن پروگرام (CND) میں خواتین ہر سطح پر نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں، داخلہ لینے والی طالبات کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور فیکلٹی میں ایمی، آسکر اور پرائیڈ آف پرفارمنس ایوارڈ یافتہ اساتذہ شامل ہیں۔ ڈین لاوڈر نے کہا کہ یہ اسکالرشپ محض ایک علامتی قدم نہیں بلکہ خواتین کی تخلیقی صلاحیتوں اور قیادت میں سرمایہ کاری ہے، تاکہ پاکستان میں خواتین کی آواز اور قیادت نہ صرف قائم رہے بلکہ مزید ترقی کرے۔ بعد ازاں شرکاء کو ''عزمِ نو کے نام'' کے عنوان سے ایک فلم دکھائی گئی جس میں سلطانہ صدیقی کی شاندار پیشہ ورانہ جدوجہد اور میڈیا میں ان کی راہنمائی کو اجاگر کیا گیا۔ مناہل درید، جو ہم ٹی وی کی انٹرنیشنل بزنس ڈائریکٹر اور سلطانہ صدیقی کی نواسی ہیں، نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ اسکالرشپ ایک ایسے میڈیا انڈسٹری کے قیام میں مددگار ثابت ہوگی جہاں خواتین کی قیادت معمول کی بات ہو، استثنا نہیں۔ تقریب کا سب سے پُراثر لمحہ وہ تھا جب سلطانہ صدیقی خود اسٹیج پر آئیں۔ انہوں نے اپنی ممنونیت کا اظہار کیا اور نوجوان خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ انہیں معاشرے کے بگڑے ہوئے نظاموں کو انصاف، تخلیق اور وقار کے ساتھ ازسرِ نو تعمیر کرنا ہوگا۔ ?انہوں نے کہا، ''خواتین کی کامیابی کو نایاب نہیں بلکہ معیار سمجھا جانا چاہیے۔'' تقریب کے اختتام پر صدرِ حبیب یونیورسٹی، واصف رضوی نے سلطانہ صدیقی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے یادگاری شیلڈ دی اور ان کے اہلِ خانہ کو اسٹیج پر مدعو کیا۔